

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

رب طویل منبر ۸۳۵

The ALFAZL

QADIAN



مفسرین دو بار

قادیان

ایڈیٹر علامہ منبری

فی پریچہ

مؤرخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۸ء (پہلے نمبر) ۱۱ جولائی ۱۹۲۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیمت ہفتی
سالانہ سے
ششماہی ملے
پندرہ روپے
تربیل زر
مخض نام
بفضل
پہچرا
۶۰

المنیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔
حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے پاس ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو شریک خیر تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تبارک کرے۔ اس خوشی میں ۱۸ اکتوبر کو چلہ دفاتر اور سگولوں میں چھی کی گئی۔
مولوی اللہ ناصح صاحب جالندھری ۱۷ اکتوبر کشمیر سے واپس آئے۔ اور ۲۰ کو آریہ سماج گجرات کی مذہبی کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجے گئے۔ وہاں مناظرہ کا بھی امکان ہے۔
مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کے بعض فردی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے گورداسپور امرتسر۔ جالندھر۔ انبالہ گئے تھے۔ دس روز کے بعد واپس آئے۔ اور اب پھر لاہور جانے والے ہیں۔

مکتوب امریکہ

مبلغ اسلام کے حالات سفر

۲۵۷

میں ۲۱ مئی ۱۹۲۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امریکہ روانہ ہوا۔ ۲۷ مئی کو مدراس سے جہاز پر سوار ہوا۔ پورٹ سینٹیک سند میں غیر معمولی طور پر تلاطم تھا۔ لہذا جہاز کے اوپر کی چھت تک پہنچ جاتی تھیں۔ اکثر مسافر بیمار ہو گئے تھے۔ مگر الحمد للہ ۲۱ جون بخیر و عافیت ہم مارسیلا پہنچ گئے۔
پنڈی چری سے ایک عیسائی گریجویٹ ہمارے ہم سفر ہوئے وہ رومن کیتھولک فرقہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ ایک دن بوقت شب وہ عبادت کی تیاری کرنے لگے۔ تو میں نے پوچھا۔ آپ کیا عبادت کرتے ہیں۔ کیا مجھے بتا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں چار زبانوں میں دعا کیا کرتا ہوں۔ اور شہور و معروف دعا ہے *God Save the King*۔

کی دعا سنائی۔ جس میں عیسائی روزانہ روٹی مانگتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کیا آپ عا میں روٹی مانگتے ہیں۔ کہنے لگے۔ نہیں یہ روٹی نہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ اس سے مراد وہ روٹی ہے۔ جو واقعہ صلیب کے بعد خداوند سبح زندہ ہو کر اپنے حواریوں کے ہمراہ کھانے لگے تھے۔ اور شراب دیکر حواریوں سے کہا تھا۔ یہ میرا خون ہے۔ میں نے کہا۔ کیا وہ شراب خون ہوگی تھی انہوں نے کہا۔ اصل میں وہ خون ہی تھا۔ یہ سب ایمانات کی باتیں تھیں۔ اور میں آپ سے سچ کہوں۔ میں نے ان باتوں کو سمجھا ہی نہیں میں نے کہا۔ ایسی بات کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔
اسی روز سے ہم انگلستان جا رہے تھے۔ دوران سفر میں ایک شخص نے مجھ سے پوچھا۔ کیا آپ شراب تو نہیں پیتے؟ اور مجھ سے نفی میں جواب دیا۔

تت امبارا

دہلی میں مولوی ظفر علی صاحب کی تواضع

مولانا ظفر علی صاحب کے ساتھ سخت بدسلوکی کا بڑا بڑا ٹکڑا لگا اور باوجود ان کی انتہائی مجاہد اور خوشامد کے بھی لوگوں نے نہیں سنیے نہیں سنتے "کاشور جاری رکھا۔ مولانا ظفر علی خاں نے اپنے اعمامہ اتار کر جھکا دیا۔ لیکن بایں ہمہ محترمہ و انکساری کے بھی ان کا کوٹ پکا کر چھریوں سے گھسیٹ لیا گیا۔ اور ان کو دھکے دیتے ہوئے امام صاحب کے حجرے تک لے گئے۔ اگرچہ مسلمان ان کو اپنے حلقہ میں نہ لیتے تو بہت ممکن تھا کہ مولانا کو مزید نقصان پہنچ جاتا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب کے ساتھ بھی انتہائی بدسلوکی کی گئی۔ بعض قومی کارکنان کے منہ پر پتھر کا بھی گویا۔ بار بار غدار۔ ہندوؤں کے غلام ہونے کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ چندوں کے حساب کا مطالبہ کیا گیا۔

جب اس کشمکش کو تقریباً پون گھنٹہ گزر گیا۔ مولانا ظفر علی خاں وغیرہ مگر پتھر سے ہو کر تقریر کرنے کے لئے بصد تھے۔ اور جمع نہ سننے کے لئے مہر مٹھا۔ تو جناب امام صاحب نے اس خیال سے کہ کہیں مسجد میں تصادم نہ ہو جائے۔ کیونکہ جوش بڑھ رہا تھا۔ مولانا ظفر علی خاں سے استدعا کی کہ آپ بکتر سے تشریف لے آئیے۔ کہیں فساد نہ ہو جائے۔ اس پر مولانا ظفر علی خاں صاحب نے کہا کہ آپ فساد کرائیں گے۔ تو ہو گا۔ ورنہ نہیں۔ اسپر امام صاحب خاموش ہو گئے یہ حالت دیکھ کر امام صاحب اور مولانا مظہر الدین صاحب دو دیگر اعلیٰ نے کوشش کی کہ جمعہ دوسری جگہ چلا جائے۔ چنانچہ مسجد کے جنوبی گوشہ میں مولانا مظہر الدین نے تقریر شروع کی۔ دو تہائی جمعہ ادھر آ گیا۔

جب یہاں صلبہ ہو رہا تھا۔ تو حاجی ظفر علی خاں صاحب ڈاکٹر انصاری صاحب وغیرہ بکتر سے انکر مسجد میں گئے۔ کہ وہاں جمعہ کے پاس جلسہ کریں۔ اس وقت حاجی ظفر علی خاں صاحب کے اوپر کسی کا ہاتھ بھی پڑ گیا۔ جو انفسوسناک ہے۔ آخر آپ کو حلقہ میں لے لیا گیا۔ اور امام صاحب کے حجرہ میں بٹھایا گیا اور اس کے بعد موٹر میں بحفاظت تمام رخصت کر دیا گیا۔ حسب اعلان کانگریس کمیٹی نے ۶ بجے کینی باغ میں جلسہ شروع ہوا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب صدر تھے۔ دو ہزار مسلمان اور ایک ہزار ہندو تھے۔ مسلمان حاجی ظفر علی خاں صاحب کی تقریر نہیں سنا چاہتے تھے۔ اس پر کچھ شور ہوا۔ لیکن مجمع کو قابو میں کر لیا گیا۔ اس کے بعد حاجی ظفر علی خاں صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے آج دہلی میں بہت بڑی فتح ہوئی اور یہ فتح ایسی ہی ہوئی۔ جیسی جناب رسالت مآب صلعم کو مکہ معظمہ میں

ہوئی تھی۔ آپ قرآن کیم پڑھ رہے تھے۔ اور لنگے دکھار آپ پر پتھر برس رہے تھے۔ اسی طرح لنگوں نے جامع مسجد میں میرا ساتھ کیا۔ ماہر مجمع پھر مشتعل ہو گیا۔ کہ ہم مسلمانوں کو لنگہ لگا کر لگایا۔ اور کفار سے تشبیہ دی گئی۔ مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ اسے بٹھا دو۔ صدر صاحب نے اور لالہ شکر لال صاحب نے متنبہ کیں۔ کہ حاجی ظفر علی خاں صاحب بیٹھ جائیں۔ لیکن وہ نہ بیٹھے۔ جب وہ تقریر کرنے کا ارادہ کرتے۔ مجمع میں شور مچا ہوتا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجمع کے سامنے ہاتھ جوڑے لالہ شکر لال و آصف علی نے تقریریں کیں۔ مگر علیہ نہ ہو سکا۔ اور تیسری جمعہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندو بھگت اور جہاں بیرون کے لوگوں کو لے آئے۔ کہ کسی طرح اکثریت ہو جائے۔ لیکن مسلمانوں کی تعداد بہت غالب ہی اور آخر کار مجبور ہو کر ۹ بجے علیہ ملتوی کر دیا۔ حاجی ظفر علی خاں صاحب نے پیر جامع مسجد سے یہاں بہت زیادہ نفرت ہوئی کسی نے ہندوؤں کو ارجنٹ بتایا۔ کسی نے روپیہ لینے کا طعنہ دیا۔ کسی نے ہاتھ تھاپا۔ اور

مولانا ظفر علی پلیٹ فارم پر آکر تقریر کرنے لگے۔ آپ بھی قرآن شریف کی آیت ہی پڑھ رہے تھے۔ ایک شرارت پسند شخص نے ان کی ٹانگ کھینچ لی۔ اور ان کے ایک جوتہ رسید کیا۔ پھر کیا تھا دھکے کھائی شروع ہو گئی۔ مولانا ظفر علی خاں کو خرافہ اور کفر کے جامع مجبور باہر بیچا یا۔ (۱۱ امان ۱۵ اکتوبر)

مولوی ظفر علی صاحب اور دہلی کی پہلک کا مکالمہ

تقدیس مآب حضرت مولانا ظفر علی خاں نے مقاصد ترقی و ترقی کو رطب السانی و عذاب لیبانی کی کھالی میں ڈھال کر دیا۔ یا کہم لاہور سیالکوٹ۔ لاہور۔ گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں تو کامیاب ہو چکے ہیں۔ پہلک۔ جھوٹا ہے۔ بکتا ہے۔ شیخ پر سے اتر جا۔

تقدیس مآب۔ آج ہم جامع مسجد کے جلسہ میں بھی کامیاب ہو گئے۔ پہلک۔ خاموش بے مترجم کس منہ سے بکتا ہے۔ تقدیس مآب۔ رسول اللہ پر بھی کفار نے پتھر برسائے تھے۔ آپ مجھ پر برسائے۔ میں حق پر ہوں۔ میری اسی طرح فتح ہوگی۔ ہے پہلک۔ اس نابکار شیخ سے اتار دو۔ یہ مسلمانوں کو کافروں سے تشبیہ دیتا۔ اس کی کوئی بات تک سنا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ شکل دیکھنا کر وہ ہے تقدیس مآب۔ (پیترا بدل کر) میں صرت یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جب کلام میں جنگ چھڑی۔ مسلمانوں کی رہی سہی ایک ہی سلطنت باقی تھی۔ اسپر بھی سرکار نے حملہ کیا۔ اور ہندوستان نے اس جنگ میں دس کروڑ پونڈ انگریزوں کو دیا۔ اور یہاں کے باشندوں نے بارہ لاکھ سپاہی یورپ و فلسطین وغیرہ میں لڑنے کے لئے بھیجے۔

پہلک۔ ہم تیری کوئی داستان سنا پسند نہیں کرتے۔ تقریر بند کر۔ شیخ پر سے اتر جا۔ فقرہ بازیوں سے اب ہم خوب واقف ہو چکے ہیں۔ تو سیاسی ڈپلومیٹ (گرگٹ) ہے کسی رنگ میں بھی تیری جھان سے بازی ہم پر اثر نہ کرے گی۔ (اتر جا۔ چلا جا۔ غدار ہے۔ لاہور کے مسلمانوں کو دو ٹکڑے کر کے آیا ہے۔ جاتیرا

دہلی میں کیا کام ہے۔ تو دہلی میں آیا کیوں ہے۔ جھکنے آیا ہے۔ ڈپلومیٹ گرگٹ۔ اب مسلمانوں کی کیسی مت ماری گئی ہے۔ کہ اب انگریزوں کے خلاف بھی کچھ نہیں سمجھتے۔

پہلک۔ حکومت۔ کچھ بھی سہی۔ اب ہم خواہ مخواہ گورنمنٹ سے بھی ٹکرائیں نہیں چاہتے۔ پہلے تمہارے یہ کادے میں آئے تھے۔ ڈپلومیٹ گرگٹ جنگ کے موقع پر ہندی سپاہیوں نے اس دس روپے پر مکتوب لکھے۔

پہلک۔ اس قومی غدار کو کیوں نہیں بٹھایا جاتا۔ اس کو اس غیر متعلق تقریر سے روک دو۔ ڈپلومیٹ گرگٹ۔ جمعیتہ علمائے ہند نے متفقہ طور پر دیا جس کی رو سے فوج کی نوکری حرام قرار دی گئی۔

پہلک۔ چاروں طرف سے نعرے بلند ہوئے۔ یہ تک حرام ہے قومی غدار ہے۔ اس پاجی کو نکال دو۔ مسلمانوں میں جوش پھیل گیا۔ اس مجمع اکٹھا کر کھرا ہو گیا۔ ظفر علی خاں (خوف زدہ ہو کر) میں مسلمانوں کا ہی خواہ ہوں۔ ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ جس بات کو اپنے نزدیک مسلمانوں کے لئے بہتر سمجھتا ہوں۔ وہی کہتا ہوں۔ یہ کہہ کر بیٹھے کے خوف سے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا۔ بیٹھوں گا نہیں۔ کھڑا ہی رہوں گا۔ پہلک۔ تو سزا کے قابل ہے۔ تیری سزا ہی ہے۔ کہ تو گنہگار اور تقصیر واروں کی طرح کھڑا ہی کیا جاوے۔ مگر تیرے ساتھ رعایت یہ ہے۔ کہ یہاں سے چلا جائے۔ (سیاست ۱۵ اکتوبر)

پیغام صلح کا آخری نمبر

امت مرزا میہ کی لاہوری جماعت نے اپنے اخبار پیغام صلح کا ایک آخری نمبر نکالا ہے۔ جس میں قادیانیوں کے عقیدہ متعلقہ ختم نبوت کی تردید کی گجنا پچھ ایک فقرہ یہ ہے۔ کوئی کہہ دیتا ہے۔ کہ نبوت تو اب ختم ہے۔ مگر اب آنحضرت صلعم کے اتباع سے ملتی ہے۔

یہ فقرہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کے قلم کا ہے۔ بظاہر تو اس میں قادیانی جماعت پر حملہ ہے۔ مگر دراصل جس نے شروع میں ایسا کہا ہے۔ اس پر زد ہے۔ ہمارے خیال میں اس عقیدہ کے (اصلی معلم مرزا صاحب آنجہانی ہیں۔ اس لئے یہ فقرہ بلکہ آخری نمبر سا دراصل مرزا صاحب متوفی کی تردید میں ہے۔ (المجد میٹ ۲۸ ستمبر)

پرانوں میں ملاوٹ

لاہور پر شادھی طرات پر دھان ستان دھرم سجاد علی نے سنا تن دھرم سبھا کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ پرانوں میں دام باہر کیوں بہت سی ملاوٹ کر دی ہے۔ اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی تصحیح کرائی جائے۔ آپ نے اس تجویز کو عمل جامد بنانے کیلئے ہندوستان کے مشہور دھان پینڈ توں کی ایک کمیٹی کی تقریر پر زور دیا جو پرانوں سے اضافوں اور غلطیوں کو نکال دے۔ (شیر پنجاب ۲۳ ستمبر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ سپورٹس ورس

شائقین ناظرین ہم نے عرصہ دراز سے سپورٹس کا کام شروع کیا ہے۔ خدا کے فضل سے سپورٹس گڈس مثلاً ہاکی سٹیک فٹ بال و کرکٹ بیٹ و غیرہ عمدگی سے طیارہ ہوتا ہے۔ مال قابل تسلی اور بارگاہت ارسال کیا جاتا ہے۔ مال کے عمدہ اور رعایت ہونے کی وجہ سے معزز احباب کے بہت سے شرفیگیٹ ہمارے پاس ہیں۔ ضرورت مند مال منگوا کر لطف حاصل کریں۔ مال پسندیدہ اور عمدہ ہوگا۔ پس آزمائش شرط ہے۔ استیاد کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔

- ہاکی سٹیک اول لیڈر سیون و پارچر مینٹ ۳-۴
- ہاکی سٹیک دوم لیڈر سیون و پارچر مینٹ ۳-۰
- ہاکی سٹیک اول لیڈر بونڈ و پارچر مینٹ ۳-۴
- ہاکی سٹیک دوم لیڈر بونڈ و پارچر مینٹ ۲-۱۲
- ہاکی سٹیک اول فورس ہینڈل و پارچر مینٹ ۴-۰
- ہاکی سٹیک یوتھ سائز لیڈر سیون ۱-۸
- ہاکی سٹیک یوتھ سائز لیڈر بونڈ ۱-۴
- فٹ بال اول ۱۲ پینٹر کیپلیٹ ۴-۸
- فٹ بال اول ۸ پینٹر کیپلیٹ ۵-۸
- فٹ بال اول ۸ پینٹر کیپلیٹ ۴-۰
- دالی بال اول درجہ کیپلیٹ ۴-۴
- دالی بال دوم درجہ کیپلیٹ ۳-۱۲

پتہ
ہیمس اینڈ کو سیالکوٹ سٹی
Hems & Co: Sialkot

ناظرین افضل کیلئے فائز ارعائ
اہل جہنم کی حیرت انگیز ایجاد
تین روپے کی بجائے ڈیڑھ روپیہ
جہنم گولڈ کی نہایت خوبصورت نفیس اور نازک ٹھوس چوڑیاں بند
اور گلوبند اور چندن ہار بھی اہمی تیار ہو کر آئے ہیں۔ یہ اس قدر نفیس و
دلنریب ہیں کہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مستورات کیلئے بہترین ہفتوں
بیکر پیہ میں پانچ روپے کا کام نکل سکتا ہے۔ کوئی تجربہ کار سے تجربہ کار شخص مثلاً
زرگرسوات جوہری لوگ بھی مشتاقانہ نہیں کر سکتے۔ اگر فالس سونے کے
زیورے میں مانگولادیا جائے۔ تو کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ جہنم گولڈ کیلئے
اس کو پسند کیا ہے۔ چاندنی میں وہ بہا رکھاتی ہیں۔ سکہ ہاتھوں میں نہ
برتا ہے۔ آپ بھی اپنی فائز کو محروم نہ رکھیں۔ قیمت چوڑی فی سٹ
عمر ہندسی جوڑے چندن ہارنی عمدہ گلوبندنی عمدہ گلوبندنی
بہتر ہارنی کا پتہ: ٹیلیگرام اور فون چوڑی فروش بازار ایشیا محلہ

مکرمی اسلام علیکم

بتفاضلے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دی ہے۔ کہ معاہدت اور رداراری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس لئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں وسیع نہ کیا جائے گا۔ تب تک یہ ترقی ملتی رہے گی۔ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ جناب اس رشتہ اتحاد کی خاطر راقم الحرف سے کو اپریشن **Cooperation** کر کے قومی بنیاد کے مستحکم کرنے کیلئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو تو فاکر سے مندرجہ بالا ایشیا پرائس رٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ یا بمجھو ایس۔ اور اگر ان اشیاء سے تعلق نہ ہو تو ہوں تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپ کے گرد پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کوارٹر پلٹن۔ اور فوجی آفیسر وغیرہ۔ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان مینٹ ڈرم اور فیلوٹ وغیرہ اور سامان بیگ یا ٹپ وغیرہ۔ بکفائت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلیٰ ارسال ہوگا۔ پرائس لسٹ منگائیگا۔
نظام اینڈ کو سیالکوٹ



بینام شادی

ایک شریف خاندانی لڑکے کی شادی کی ضرورت ہے۔ جو بی۔ یعنی کالج کے سال چہارم میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ شریف و خاندانی صاحبان جو لڑکے کو آئندہ تعلیم ترجیحاً ولایت میں دلا سکیں یا کوئی عمدہ کاروبار کافی سرمایہ سے کرا سکیں وہ متوسط ذیل خط و کتابت فرمائیں۔ تمام مراسلات صیغہ راز میں رہیں گے۔ الف - م معرفت
ایڈیٹر صاحب اخبار افضل قادیان

اولاد سے حاصل کرنے کی حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نسل قائم رکھنے کی آپ کو سچی ترپ ہے۔ تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ ایشیا ہاکیوں کی نذر کر کے برباد نہ کریں۔ صرف
حب حس

کا استعمال گھر میں شروع کرا دیں جس کا پہلی دفعہ کا استعمال ہی انشاء اللہ آپ کو بامراد کر دے گا۔ زیادہ تعریف ہمیں گناہ سمجھتے ہیں۔
"مشک آنت کہ خود بویہ نہ کہ عطار بگوید"
قیمت حب حمل صرف پانچ روپیہ (ص)
آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔
جو کہ صیغہ راز میں رکھے جائیں گے۔

ہتمم احمدیہ دو گھر قادیان

ضرورت

212
ذیرہ دون کے لئے ایک نیک نخلص اور مستعد احمدی موٹر میکینک کی ضرورت ہے جو ٹھنڈا اور گرم کام بھی جانتا ہو۔ ہر ایک قسم کی موٹر مرمت کر سکتا ہو۔ خط و کتابت معرفت ناظر صاحب امور عامہ قادیان ہونی چاہئے۔ در خواست کے ہمراہ مقامی پریزیڈنٹ یا سیکریٹری صاحب کی سفارش کا خط ضرور بھیجا جاوے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی۔

ضرورت نکاح

ایک احمدی بھائی جو کہ گورنمنٹ مدرس میں ایک محفل مشاہیر قریباً دو سو روپے پاتے ہیں۔ اور زمین دو دیگر جا مکا اور غیرہ بھی رکھتے ہیں۔ بوجہات چند در چند کسی پابند صوم و صلوات دیک احمدی قانون سے جو کہ خواہ باگرا ہو یا بیوہ نکاح ثانی کرنا چاہتا ہے۔ پہلی بیوی سے بھی اولاد ہے۔ حسن سیرت کے علاوہ حسن صورت کو ترجیح دینگے۔ راجپوت خاندان سے ہیں۔ اور کھنویں ہی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ خواہشمند احباب معرفت دفتر پتہ اخبار افضل خط و کتابت کریں۔

ہندوستان کی خبریں

غیر ملک کی خبریں

بھرتی۔ ۱۰ اکتوبر۔ تیسرے پریسیدنسی مجسٹریٹ نے مسٹر ٹین متاظر کے خلاف مجرمانہ خیانت کے الزام میں فرجرم گادی۔ یہ الزام مسٹر کاٹس متغیہ کے بالوں کے سلسلہ میں لگایا ہے۔ مسٹر کاٹس کا بیان ہے کہ متاظر (مسٹر ٹین) نے میرے بالوں کا ناجائز استعمال کیا۔ ملزم نے ازکاب جرم سے انکار دیا۔

یونہ۔ ۱۳ اکتوبر۔ سائمن کمیشن کانفرنس نے سلسلے کر لیا ہے کہ ناپیدگان پریس کو کمیشن کی پبلک سٹیوٹریں میں حاضر ہونے کی اجازت دیدی جائے جو دو ہفتہ سے شروع ہوئی۔

نیر ز پور۔ ۱۲ اکتوبر۔ چند دن ہوئے یہاں ایک عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ایک بنیا عورت مرگئی۔ نواس کے دارت اسے مرگھٹ پر ہلانے لگے۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی وہ پھر زندہ ہو گئی۔ رات کو اسے مرگھٹ ہی میں رکھا گیا۔ لیکن صبح کو جب وہ کھلے طور پر مر گئی۔ نواسے جلا کر دارت گھر آئے۔

نقلی گھی اور آٹے کے بعد اب جرمنی اور انگلینڈ میں نقلی روئی بنانے کیلئے تجربے کیا جا رہا ہے۔ یہ روئی ہندوستان اور کینیڈین سن اور اسی کے ریشے سے تیار کی جائے گی۔

پشاور۔ ۱۳ اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے کہ کرنل کے ڈی آئی ڈی ڈاکٹر رشاد ڈیوٹی۔ کپتان ایل براؤٹنگ ایس ڈی آئی آرمی ہیڈ کوارٹرز بہت جلد سرحد کا مختصر دورہ کرنے والے ہیں۔ ۱۵ اکتوبر کو کمبل پور سے یہاں آئیں گے۔ اور ۱۷ اکتوبر کو جھڑو اور لنڈی کوتل کا معاہدہ کریں گے۔ اور دو دوسرے دن ہون تک جائیں گے۔

کیبل پور میں ہندوں کے درمیان ایک پرامردہ پھیل رہی ہے۔ جن لوگوں نے تفریح یا دوسرے مشاغل کے لئے پڑھنے پال رکھی ہیں۔ ان کا اضطراب ملحوظ برہم رہا ہے۔ یہ دیا پالتو پرندوں تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ جنگلی مرغے، چیل کوئے، گدھ، عقاب اور اڑتی دھڑا دھڑا رہے ہیں۔ اور ان کی نعتیں کہینوں میں دستیاب ہو رہی ہیں۔ چار شنبہ کی صبح کو صرف ایک مکان کے برآمدہ میں ۳۲ اباہل مردہ پائے گئے۔

لاہور۔ ۱۶ اکتوبر۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے گورنر جنرل کی پیش پیش میں ٹینشن پر آکر کھڑی ہوئی۔ ریلوے سٹیشن پر منتظر کوٹس کے ارکان اور ذرائع نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ سٹیشن کے باہر لارڈز میں چلائی گئیں۔ نماں بعد گورنر اور دیگر عملہ کی معیت میں موٹروں پر سوار ہو کر مقررہ راستے سے گزرے۔ گورنر صاحب اپنے ہمراہیوں سمیت ٹاؤن ہال کی طرف روانہ ہوئے جہاں آپ کے استقبال اور ایڈریس وغیرہ دیئے جانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

شملہ۔ ۱۶ اکتوبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزیر ہند اور وائسرائے کی باہمی خط و کتابت

سے پایا جاتا ہے کہ اگر حالات نے اجازت دی۔ تو آئندہ موسم گرما میں داکٹر نے ہند انگلستان جائیں گے۔

مرگودھا۔ ۱۵ اکتوبر۔ سر ملک عمر حیات خان نے وزیر ہند باہلاس کو نسل کو نوٹس دیا ہے۔ کہ دریلے جہلم کے سیلاب سے ان کا جو نقصان ہوا ہے۔ اس کا ۴ لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائے۔ نوٹس کی وجہ یہ ہے کہ وزیر ہند نے مرگودھا اور شاہپور کے درمیان ریلوے لائن بنوائی تھی۔ جس سے دریا کا پانی رک گیا۔ اور ملک صاحب کی جائداد کی طرف چلا گیا۔ اگر یہ لائن نہ ہوتی۔ تو ملک صاحب کا اس قدر زیادہ نقصان نہ ہوتا۔

مسٹر عبدالعزیز پوری پروفیسر تاریخ انٹر میڈیٹ کالج مسلم یونیورسٹی پانچ سو روپیہ ایوارڈ خواہ پر حاجی اور ڈیڑھ ہونے کے پرائیویٹ سیکرٹری ہو کر جا رہے ہیں۔

دہلی۔ ۱۷ اکتوبر۔ مسلمانان دہلی کے ایک جلسہ میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس جو آئندہ ماہ میں بمقام دہلی منعقد ہونے والی ہے کے سلسلے میں ایک زبردست مجلس استقبالیہ مرتب کی گئی ہے۔ جس کے صدر جناب حکیم محمد جمیل خاں صاحب خلف الرشید حکیم اجمل خاں صاحب منتخب کئے گئے ہیں۔

سکندر آباد۔ ۱۲ اکتوبر۔ آج نواب علی اللہ کے بڑے صاحبزادے نواب محمد رفیع الدین خاں کی شادی نہر کی پٹی ہمارا جہ سرکشن پر شاد بہ روز پیر اعظم دارالاسلام حیدر آباد دکن کی صاحبزادی سے ہوئی۔ حضور نظام نے شاہی کوٹھی محل میں اپنے دست مبارک سے دو لہاکے سر پہ سہا باندا ہوا ہونے کے محل پر برات پہنچنے کے بعد حیدر آباد کے قاضی نے رسم نکاح خوانی ادا کی۔

شملہ۔ ۱۶ اکتوبر۔ وائسرائے کے فوجی سیکرٹری نے ملکہ روس کی وفات پر ماتمی نشان پہننے کا اعلان کیا ہے۔ ماتمی نشان دو ہفتوں تک لگا رہے گا۔

لاہور۔ ۱۶ اکتوبر۔ سر جعفری ڈی موٹر نیسی ٹاؤن ہال سے گورنمنٹ ہاؤس کو واپس آ رہے تھے۔ ایک ضعیف بڑھیا جس کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہوگی۔ دو ڈاکٹر ملک کے بیچ میں کھڑی ہو گئی۔ ڈاکٹر نے فوراً ایک طرف موڑ دیا۔ اس لئے حادثہ نہ ہوا۔ اسے سمجھا نہ لیا گیا۔ یہاں اس نے اقبال کیا۔ کہ میں گورنر کے پاس اس لئے گئی تھی کہ آپ لڑکے کو پھانسی سے بچاؤں اور خودکشی کریں۔

کلکتہ۔ ۱۷ اکتوبر۔ شیشین کا نام لگا مقررہ پشاور پریچہ تار اطلاع دیتا ہے کہ کابل سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پیر صاحب شورا ایلان کو جنہیں موجودہ اصلاحات کی مخالفت کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے کابل لے جایا گیا تھا۔ اپنے دیگر ساتھیوں سمیت شاہ افغانستان کے حکم سے گولی سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ افغانستان کے بڑے بھائی سردار عنایت خاں کو بھی جو تخت افغانستان کا اپنے باپ امیر حبیب اللہ خاں کی وفات کے بعد آ رہے تھے۔ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کچھ دن پہلے گورنمنٹ افغانستان اور اصلاحات کے خلاف اپنی سٹیشن کر رہے

لندن۔ ۱۹ اکتوبر۔ ملک معظم شاہ جارج نے شاہ کابل کے لئے بھروسے رنگ کا ایک اسپتانی بطور تحفہ بھیجا یا پری لندن۔ ۱۹ اکتوبر۔ سر لیونلی سکاٹ اور ہندوستانی والیان ریاست کے درمیان آج جو کانفرنس ہوئی۔ وہ تین گھنٹے تک جلدی رکھنے کے بعد ۱۴ اکتوبر پر ملتوی کر دی گئی۔ نواب صاحب بھوپال شہینہ کے روز لندن پہنچے۔ آپ اس مجلس میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے۔

نیویارک۔ ۱۱ اکتوبر۔ مسٹر آر تھرشل دیں نے ایک محل کی بارہویں منزل سے کود کر جان دیدی۔ مسز مروف نے اپنے بچے ایک کاغذ چھوڑا ہے۔ جس میں اس نے بتایا ہے کہ چھوٹا فادند کی وفات کا صدمہ اس کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ اس لئے اس نے خودکشی کر لی ہے۔

ریگا۔ ۱۰ اکتوبر۔ ڈون ڈوٹرک فائینس محکمہ کے ۱۳۰۔ افسروں میں سے ۱۲۱ کو رشوت ستانی وغیرہ الزامات میں ۱۰ سال ملازمت سے علیحدگی اور ضبطی جائداد کی سزا دی گئی ہے۔

بغداد کی خبر ہے۔ کہ ۳۲۔ ایرانی طلباء یورپ حاصل تعلیم کے لئے جا رہے ہیں۔

لندن۔ ۱۴ اکتوبر۔ ملک معظم کی خال اور سابق ملکہ روس کے انتقال پر ملک معظم نے ایک درباری اعلان شائع کیا ہے کہ وہ ہفتہ تک ماتم کیا جائے۔ پہلے ہفتہ میں دربار بالکل منعقد نہیں کیا جائے گا۔ لیکن دوسرے ہفتہ صرف نصف نصف دن دوبار ہوا کریگا۔ متوفیہ جنگ عظیم سے پیشتر ان گلتان آیا کرتی تھیں شملہ میں آپ کی شادی ایگزیکٹو سوئم سے ہوئی تھی۔ آپ کا انتقال کوپن ہیگن میں ہوا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ڈیوک آف یارک بھی جنازہ میں شرکت کرنے کیلئے جائیں گے۔

لندن۔ ۱۲ اکتوبر۔ مسٹر کی وفات پر ڈی کے سیکرٹری نے لندن میں ایک اخبار کے نامہ نگار سے بیان کیا ہے۔ کہ قوم پرست اجماع کو بند کیا جا رہا ہے۔ اور عام جلسوں کی ممانعت ہے۔ اب تک ۱۲۲ اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں۔

لندن۔ ۱۵ اکتوبر۔ کل شڈے ٹائم کا اعلان شائع ہونے کے بعد صان طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ ملک معظم کی منظر کی بعد لارڈ برکن ہیڈ عمدہ وزارت سے فوراً علیحدہ ہو جائیں گے اس معاملہ میں مسٹر بالڈون سے آپ نے جو خط و کتابت کی وہ چند روز میں شائع ہوجائے گی۔

لندن۔ ۱۵ اکتوبر۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند کے جانشین لارڈ پیل ہوں گے۔ جو آج کل محکمہ تعمیرات کے اول کمشنر ہیں۔ نئے وزیر کا تقرر ہونے تک لارڈ نلٹن قائم مقام وزیر ہند رہیں گے۔

بہت خوش ہوا۔ اور دینک شراب کی خدمت کرتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ کیا آپ گوشت بھی نہیں کھاتے۔ میں نے کہا: بعض باہوزوں کا کھانا ہوں۔ بعض کا نہیں کھانا۔ مثلاً سؤر کا گوشت نہیں کھانا۔ کیونکہ اس کا اثر اخلاق پر برا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ کو میں نے نہایت تفصیل سے سمجھایا فاسوشی سے سناتا رہا۔ اور بہت خوش ہوا۔ مجھے شبہ ہوا کہ وہ میری ہی میں نے دریافت کیا۔ کیا آپ خدا کو مانتے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں میں نے کبھی خیال نہیں کیا۔ میرے دل میں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوا میں نے اس سے دیر تک گفتگو کی۔ تو کہنے لگا۔ اب میں سوچوں لگا۔ اور آپ کا لٹریچر پڑھوں لگا۔

انصار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا کا اثر

خطرناک نہریہ کے پیر نے کہا جس کی وجہ سے ماتھے سوچ گیا۔ اور شدت درد کے باعث بخار اور بیہوشی غالب ہو گئی۔ ڈاکٹروں کا منفقہ قبیلہ تھا کہ ماتھے کی سوجن کدھے تک پوچھ گئی۔ تو سوائے تھوڑے اہل ہونے کے مریض کے لئے کوئی چارہ نہیں۔ آخر حالت خطرناک ہو گئی۔ سوجن کدھے تک کیا گردن تک پوچھ گئی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی۔ اور خدا تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کے طفیل ایک مولیٰ دوالی سے صحت بخشی۔

محمد منظور۔ حیدرآبادی

لنڈن میں نے تقریباً سات ہفتہ قیام کیا۔ ۸ اگست کو میں لنڈن سے سوار ہو کر امریکہ روانہ ہوا۔ مختلف مالک کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو کتب سلسلہ پڑھنے کے لئے دیں۔ بعض کتب پڑھ کر آئندہ مزید مطالعہ کا شوق ظاہر کیا۔

ایک عیسائی پادری ملا۔ اسلام پر گفتگو ہوئی۔ کتب کے مطالعہ سے بہت متاثر ہوا۔ اخیر میں مجھ سے دن کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔ اور احکام اسلام دریافت کئے۔ میرے جواب سن کر کہنے لگا: ہم بعض توہم میں تبلیغ کرتے ہیں۔ ان میں ایک حساس قسم کی بری عادت پائی جاتی ہے۔ ہم انھیں نوح کرتے ہیں۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں: بائبل میں تو نوح نہیں۔ صرف *Heavenly Father*۔ زمانہ گمانعت ہے تب ہیں ساکت ہونا چاہئے۔ آپ بتائیں۔ قرآن میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

میں نے واضح طور پر بتایا۔ کہ نہایت فصیح اور بیخ پر حکمت اور ہندب الفاظ میں قرآن نے نام برائیوں سے منع کیا ہے۔ قرآن میں ہے۔ کہ میاں بوی کے تعلق کے علاوہ سب شہوانی حرکات حرام ہیں۔ اس سے وہ بہت متاثر ہوا۔ اور آئندہ اسلام کا مزید مطالعہ کرنے کا شوق ظاہر کیا۔ کتاب احمدیت منصف حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی آئندہ پڑھ کر اس نے کہا *Revelation to me*

جہاز میں ایک عورت نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کیا میں ہندوستانی ہوں۔ نہایت جواب دہ پر کہنے لگی: کیا آپ رمانی جانتے ہیں؟ جہاز کے تعلق میں جواب دیا۔ تو کہنے لگی: میں نے خیال کیا کہ ہندوستانی سب تانبہ لوگ رمانی ہوتے ہیں۔ یہاں بعض پست طبقہ میں ہندوئیوں کے مشنریں عجیب خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔

شکاگو پہنچنے پر ایک دن راستہ میں ایک شخص مجھ سے دریافت کرنے لگا۔ کیا آپ *Prophet* ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں *Prophet* تو نہیں ہوں۔ مگر *Prophet* کا پیغام دینے والا ہوں۔ سلسلہ کے متعلق اسے تبلیغ کی۔

میں نے اس شخص پر پورا کوشش کرتے ہوئے بزرگان سلسلہ احمدیہ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ براہ کرم اس عاجز کے حق میں دعا کریں۔ کہ اور زمانے کے فضل سے تمام مشکلات دور ہو جائیں۔ تاکہ خدمت اسلام میں جتنی کامیابی حاصل ہو۔ درود و دراز ملک میں خدا کا عیال ملتا ہے۔ عطا ہے عا۔ صلح الرحمن بنگالی سا دسکاگو۔ امریکہ

۴- خاکسارانِ دونوں ایک انتہا میں ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

خاکسار محمد عبد اللہ نوشہرہ چھاؤنی

۵- تمام احمدی احباب سے درخواست ہے۔ کہ امتحانِ علیگیات میں میری کامیابی نیز مستقل ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار سردار احمد از لاہور

۶- میرا لڑکا عبد الرب نام جو دہلی کے مدرسہ طیبہ میں پڑھتا تھا۔ وہاں سے آگیا کہ کہیں چلا گیا ہے۔ کسی صاحب کو اس کا پتہ ہے۔ تو اطلاع بخشیں۔ ممنون ہوں گا۔

عبد اللہ افتخار تاجو قادیان

عبدالغالی نے محض اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ایہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی برکت سے مجھے ۱۲ اکتوبر فرزند عطا فرمایا ہے۔ سب احباب عزیز مولود کی درازی عمر اور عوام دین ہونے کے لئے دعا کریں۔ اس سے قبل میرے چار بچے فوت ہو چکے ہیں

شیخ نذیر احمد مالک دارالسلام کپٹی گوجرانوالہ

۱- عاجز کی لڑکی عزیزہ رضیہ طاہرہ بورہ

۱۱- اکتوبر ۱۹۲۸ء فوت ہو گئی۔ احباب سے دعاے مغفرت کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ احمد الدین از ڈولہ بانکر ضلع گورداسپور

۲- میری اہلیہ فوت ہو گئی ہے۔ احباب دعاے مغفرت کریں

رمنشی عطا محمد قادیان

کامل الایمان بننے کی کوشش کرو

بہشتی مقبرہ کی اصل غرض کو پورا کرنے کے لئے پہلے کامل الایمان بننا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت عظمیٰ نمبر ۲۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

«خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تاکہ آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انھوں نے دینی کام کئے۔ وہ پیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں»

مگر کامل الایمان بننے کے لئے شرط ہے وصیت کی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ، رومی سلسلہ میں یہ ارشاد فرمایا تھا۔ «وصیت کی تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس کے ساتھ بہت سے نعمات وابستہ ہیں۔ ابھی تک جنھوں نے وصیت نہ کی ہو وہ وصیت کر کے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص وصیت نہیں کرتا۔ مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔ پس وصیت عیار ہے ایمان کے کامل ہونے کا»

محمد سرور شاہ سکرئی مقبرہ بہشتی

لالہ پوری میں آریوں سے مباحثہ

۱- صلیح لالہ پور کے احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ لانیپور میں آریہ سماج اور جماعت احمدیہ کے درمیان ایک بہت بڑا مناظرہ قرار پایا ہے۔ جو ۲۹ اکتوبر سے ۳ نومبر تک گویا چھ دن ہر روز رات کے آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک ہوتا رہیگا

مضامین زیر بحث حسب ذیل ہیں۔ اور مسندہ ذیل ترتیب سے ہونگے

(۱) کیا نبیات کے لئے رسالت کا اقرار ضروری ہے (۲) سلسلہ تنازع

(۳) کیا مرزا صاحب کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ (۴) کیا سوامی دیانند مہارشی تھے۔ (۵) کیا قرآن مجید عالمگیر الہامی کتاب ہے۔ (۶) کیا دید عالمگیر الہامی کتاب ہے؟

احمدیہ جماعت کی طرف سے امید ہے۔ کہ میر محمد اسحاق صاحب رئیس قاسم علی صاحب اور مولوی اللہ داتا صاحب مناظرہ کے لئے تیار ہونگے۔

خاکسار عصمت اللہ خاں وکیل لانیپور۔

مسافین کو پابلہ میں

جماعت احمدیہ کراچی نے ۸ اکتوبر مولوی محمد ابراہیم صاحب بٹاپوری سابق مبلغ علاقہ سندھ اور مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ حال کو ایڈریس دیا جس میں جانے والے مبلغ کی خدمات کا اقرار کیا گیا۔ اور آئے دنے کو خوش آمدید کہا۔

درخواست کے لئے دعا

۱- مولانا شیر بہادر خان آئی۔ ڈی ایم۔ ایم میرے بڑے بھائی سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بیعت کے قریب ہیں۔ اور حیدرآباد انفضل سے دعاے توفیق کی اتنااس کرتے ہیں۔

محمد نواز خاں احمدی بکوال

۲- میری والدہ چند یوم سے سخت بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت دے۔ آمین

خاکسار ناظر حسین از کوئٹہ

۳- میرا والدہ زہد بانگی جس نے سال ہی۔ ۱ سے پاس کیا ہے۔ یکایک مرض تھا جس میں مبتلا ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار عبدالحی عارف (بھیا گپوری) امیر جماعت سندھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسرا قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۸ء جلد ۱۶

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

208

ہوالہ خدائے فضل اور رحم کے ساتھ

جماعت احمدیہ کی خواتین توجہ کریں

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کے قلم سے)

میں اس سے پہلے اعلان کر چکا ہوں کہ چونکہ برلن میں روپیہ کی کمی کی وجہ سے مسجد نبوی نامکون ہو گئی تھی۔ اس لئے لندن میں عورتوں کے چندہ سے مسجد بنادی گئی ہے۔ اور میں نے عورتوں سے دریافت کیا تھا کہ اگر وہ چاہیں۔ تو اسی مسجد کو ان کی طرف منسوب سمجھا جائے۔ اور اگر چاہیں۔ تو مرد اس کی قیمت ان کو ادا کر دیں گے۔ اور ان کی مسجد کسی اور ملک میں بنوادی جائیگی۔ چونکہ اس کا جواب عورتوں کی طرف سے نہیں ملا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کی خواتین اس امر پر راضی ہیں کہ لندن کی مسجد جو اب ایک عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہے۔ ان کی طرف منسوب کر دی جائے۔ اور میرے خیال میں لندن کی عظمت کو مد نظر رکھ کر مناسب بھی یہ ہے کہ اس عیبت کے مرکز میں عورتوں کی بنائی ہوئی مسجد ہو۔ تاکہ عیبت کو جو اعتراض کرتی ہے۔ کہ اسلام عورتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے۔ ایک علی جواب ہو۔ مگر پھر بھی میں اس سوال کو آئندہ مجلس شوریہ میں پیش کر دوں گا۔ اور اس وقت تک ہماری نہیں بھی عورتوں کو کہ آئیوہ یہ پسند کر لگی۔ کہ مسجد لندن ان کی طرف منسوب کر دی جائے۔ یا یہ کہ جب امریکہ یا یورپ کے کسی اور ملک میں مسجد کی ضرورت پیش آئے۔ تو وہاں ان کی طرف سے مسجد بنادی جائے۔

سر دست میں ایک اور معاملہ کی طرف تمام بہنوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس مسجد کے بن جانے کے سبب سے انگلستان میں تبلیغ کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کام دو آدھ بیوں کی طاقت سے زیادہ ہے۔ اس کے متعلق مجھے پیسے شیخ یعقوب علی صاحب نے ولایت سے توجہ دلائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ اس کا نقص یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض اہم کاموں کو چلا کر مبلغوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور اس سے وہ مفید نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ جو ہونے چاہئیں اسکے بعد اور چند دوستوں نے بھی اس طرف توجہ دلائی۔ اب فالصاحب منشی فرزند علی صاحب نے بھی خط لکھا ہے۔ کہ کام زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اور عمل بڑھانے کی ضرورت ہے۔

چونکہ مسجد کی تعمیر کے بعد مناسب ملک کا نہ رکھنا گویا پہلے فرج کئے ہوئے روپیہ کو بھی ضائع کرنا ہے۔ اس لئے میں نے تجویز کی ہے۔ کہ ایک مبلغ ہاں اور بڑھایا جائے۔ اور اس دفعہ ایک نیا تجربہ کیا جائے۔ کہ جیکے ہندوستان

سے بھیجے کے نیا مبلغ خدا انگلستان کے نوسلوں میں سے ہو۔ جس میں سیر نزدیک کسی فائدہ سے ہیں۔ ایک تو انگریزوں میں بعض لوگ اسلام کے زیادہ گہرے واقف ہو جائیں گے۔ دوسرے انسان اپنی قوم کے خیالات کو چونکہ زیادہ سمجھتے ہیں۔ ان کے ذریعہ تبلیغ میں آسانی ہوگی۔

پہلے میرا ارادہ یہ تھا کہ ایک انگریز کو میاں بلا کر اس کی تربیت کی جائے۔ مگر اب میرا خیال ہے۔ کہ پہلے کچھ مدت وہاں کام لے کر پھر اگر مناسب ہو۔ تو میاں بلا دیا جائے۔ تاکہ پہلے تجربہ سے معلوم ہو جائے۔ کہ آیا وہ کام کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔ یا نہیں۔ اور پڑھانے کے بعد پھر علیحدہ کرنے کی مصیبت نہ اٹھانی پڑے۔

چونکہ ہمارے بچے میں گنجائش نہیں ہے۔ اور چونکہ عورتوں کو بھی تبلیغی کاموں میں مناسب حصہ لینا چاہیے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ذمہ خرچ کو ہماری عورتیں اٹھائیں۔ اس خرچ کا اندازہ چار ہزار روپیہ سالانہ کا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی فالصاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ پچھلے چار سالوں میں بھٹ کی کمی کی وجہ سے مشن ولایت مقرض ہوتا رہا ہے۔ اور اس وقت وہ پانچ ہزار روپیہ کے قریب مقرر ہوا ہے۔ اور کئی بل لوگوں کے ادا نہیں ہوئے۔

جس کی وجہ سے کام میں خرابی ہو رہی ہے۔ اصولاً تو یہ ایک سخت نقص ہے۔ کہ جو بھٹ منظور کیا جائے۔ اگر اس سے ذمہ خرچ ہو۔ تو اس کی فوراً منظوری نہ حاصل کی جائے۔ لیکن چونکہ یہ غلطی ہو چکی ہے جب وہ خرچ جائز اور سلسلہ کی ضروریات پر ہوا ہے۔ تو اسے ہی اٹھانا پڑیگا لیکن چونکہ بھٹ میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس ذمہ خرچ کو بھی ہماری جماعت کی عورتیں ہی برداشت کریں اور اس سال نو ہزار روپیہ چندہ ادا کر کے دونوں مقاصد کے لئے جمع کر دیں۔ آئندہ سالوں سے خدا تعالیٰ چاہے۔ تو صرف ذمہ تبلیغ کے اخراجات انہیں دینے ہونگے۔ جن کا اندازہ اس وقت چار ہزار روپے کا ہے۔

میں نے قادیان میں اس تحریک کو احمدی خواتین کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کی عورتوں نے حسب معمول نہایت اخلاص کا ثبوت دیکر ایک ہزار روپیہ ذمہ رقم کا

ہمدہ کیا ہے۔ جس میں سے چھ سو روپیہ کے قریب نقد یا بصورت زیور وصول ہو چکا ہے۔ میں اب اس تحریک کو اس تحریک کے ذریعہ سے عام کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ دوسری جگہ کی احمدی خواتین قادیان کی بہنوں کے پیچھے نہیں آئیں گی۔ اور وہ پیچھے نہیں ہٹیں گی۔ اگر وہ یاد رکھیں۔ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں سبکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے پیچھے رہنا کسی صورت میں برداشت نہیں کرتے۔ ہماری جماعت کی عورتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کام کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ سیالکوٹ کی احمدی مستورات کے کام سے ظاہر ہے۔ جو ایک کامیاب گراؤ سکول چلا رہی ہیں۔ اسی طرح لاہور اور امرتسر میں باوجود مخالفت کے ڈاکٹر سترہ جون کے جلسوں کے کام کو چلانا بھی ان کی بڑھی ہوئی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔

چاہیے۔ کہ ہر جگہ کی احمدی مستورات جلد سے جلد جلسے کر کے اس رقم کو جمع کرنے کی کوشش کریں۔ اور جلد سے جلد اس رقم کو بھجوا دیں۔ تاکہ کام شروع کیا جاسکے۔ جہاں بھت نہیں۔ یا جہاں مستورات کے جمع ہونے کا دستور نہیں۔ وہاں مرد سیکرٹریوں کو چاہیے کہ عورتوں کے اجتماع کے لئے آسانیاں ہم ہو جائیں اور اس طرح بالواسطہ طور پر خود بھی شریک ثواب ہوں۔

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو چاہئے۔ کہ یہ چندہ اپنے پاس سے ہی دیں۔ خواہ نقدی کی صورت میں۔ خواہ زیور کی صورت میں۔ اور مردوں سے ہرگز اس چندہ کے لئے کچھ طلبت کریں اگر ان کے پاس کم رقم ہے۔ تو اس سے شرمائیں نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ نہ کہ رقموں کو۔ وہ اخلاص سے کام کریں۔ تو اللہ انہیں اس امر کی توفیق دے گا۔ کہ ان کا مجموعی چندہ اس سے زیادہ ہو جائے۔ غیباً کہ ان سے مانگا گیا ہے۔ اور انہیں آئندہ

لسلوں کے لئے نمونہ بنا کر ہمیشہ کی رحمتوں کا وارث بنا دیکھا۔ میں یہ بھی ظاہر کر دیتا چاہتا ہوں کہ مسجد برلن کی تحریک کے وقت بعض خیر احمدی عورتیں بھی چندہ میں شامل ہونا چاہتی تھیں۔ لیکن چونکہ اس وقت شرط تھی۔ کہ صرف احمدی عورتوں کا چندہ ہو۔ اس لئے اس کی اجازت نہ دی گئی تھی۔ حتیٰ کہ بعض عورتوں نے اس وجہ سے امدیت بھی قبول کر لی۔ چونکہ وہ ایک مستقل کام تھا۔ اس وقت یہ شرط کر دی گئی تھی کہ صرف احمدی عورتوں کا چندہ ہو۔ لیکن اس وقت چونکہ عام تبلیغی اغراض کے لئے چندہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس شرط کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بہن اپنی خوشی سے اس چندہ میں حصہ لینا چاہیں۔ تو ان کا چندہ بھی خوشی کے ساتھ قبول کر لینا چاہیے۔

چونکہ کام کا فوراً شروع کیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے ایک دفعہ پھر میں جلدی کی تاکید کرتا ہوں۔

خاکسار

میرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح
۱۶ اکتوبر ۱۹۲۸ء

دوائی لعنت کے عقیدہ میں تبدیلی

اسلام کا عقیدہ ہے کہ دوزخ میں کسی جڑ سے بڑے گنہگار کو بھی ہمیشہ کے لئے نہیں رکھا جائیگا۔ بلکہ جس طرح ایک مریض صحت کی خاطر ہسپتال میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور شفا یاب ہو جانے کے بعد وہاں سے نکل آتا ہے۔ بعینہ اسی طرح دوزخ بھی گناہ کی آلائشوں سے پاک ہونے کے بعد دوزخ سے نکال دئے جائیں گے۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئیگا۔ کہ دوزخ میں کوئی انسان نہیں بیگا۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جسے عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ کیونکہ اس کے برعکس ہونے کی صورت میں خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ظالم ٹھہرتا ہے غیر اسلامی دنیا جس طرح آہستہ آہستہ دیگر اسلامی معتقدات کی معقولیت کی قائل ہو رہی ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ میں بھی اسلام کے قریب تر ہو رہی ہے۔ چنانچہ ماڈرن چرچ میں کانفرنس منعقدہ آگسٹ میں بائبل کے متعلق جہاں یہ قرارداد پاس کی گئی ہے۔

”عیسائی کلیسا میں اس قدر جرات ہوئی چاہیے کہ وہ بائبل میں ترمیم کر دے۔ بائبل کے پرانے عہد نامے سے بہت سی باتیں خارج کی جاسکتی ہیں۔ اور دوسرے عالمگیر مذاہب کے تاریخی واقعات کا خلاصہ اس میں داخل کیا جاسکتا ہے۔“

یہ تجویز بھی پیش کی گئی

”اس یقین یا اس عقیدہ نے کہ انسان ہمیشہ کے لئے لعنتی یا دوزخی بن جاتا ہے۔ خدا کے متعلق عیسائیوں کے تصور کو ذلیل کر دیا ہے۔ خدا کے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جسے حوامی لعنت کہا جاسکے“ (طاپ ۲۷ ستمبر)

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ عیسائی دنیا اپنے مذہب کے متعلق کیا رویہ اختیار کر رہی ہے۔ اور اسلامی اصول کو کس نگاہ سے دیکھتی ہیں۔

مسلمانوں کا بائیکاٹ

مسلمانوں نے چھوت چھات کرنے کے باعث ہندو قوم کو ذلتی اور نفس زندان دار ہو چکے ہیں۔ اور اسی ایک حربہ سے یہ چالاک قوم مسلمانوں کو ذلتی اور ذلیل بنا رہی ہے جس کی دلیسی کی کوئی صورت نہیں۔ اس نقصان کی ایک حد تک تلافی کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے پچیس سال سے تحریک فرمائی تھی۔ کہ مسلمان بھی ہندوؤں سے وہ اشیاء خریدیں جو ہندو مسلمانوں سے نہیں خریدتے۔ اس پر بعض متعصب ہندو اخبارات نے بہت زور دیا کیا۔ اور مسلمانوں کی عدم رد اداری پر محمول کیا۔ اور ایک گروہ پیدا کیا۔ ہم ایسے لوگوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس تحریک پر اظہارِ عقیدہ کرنے سے قبل اس خبر کو پڑھیں۔ اور پھر بتائیں۔ کہ عدم رد اداری کا اہم مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے یا ہندوؤں پر۔ نتیجہ (۵ اکتوبر) لکھتا ہے۔

”پچیس دنوں بعد راج پور ضلع ہمارے پور میں ۸۴ دیہات کے ہندوؤں کا ایک جلسہ ہوا۔ اور قرارداد کیا کہ مسلمان منہاروں سے چوڑیوں کا پینٹا اور ضریر یا قطعی بند کر دیا جائے۔“

مسلمانوں سے چوڑیاں خریدنے کی بندش اس امر کا بدیہی ثبوت ہے۔ کہ ہندو قوم جہاں تک ہو سکے اپنی تجارت کو فروغ دینا اور اپنی دولت کو اپنی قوم میں ہی رکھنا چاہتی ہے۔ ہندوؤں جیسی متمول اور مالدار قوم ہندو کا مذاق اڑانے کے لئے اس قدر زبردست کوشش کرنا ان مسلمانوں کیلئے قابلِ غور ہے جو ہندو جہنگ آرمیز اور خلافت افسانیت سلوک ہونے کے باوجود ہندو

اشارا

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جب خواجہ کمال الدین صاحب کو ان کے مخلص احباب نے بظاہر دو گنگ شبن کے متعلق حساب فہمی کے لئے لیکن دراصل بالفاظ خواجہ صاحب ان کی جسمانی موت سے مایوس ہو کر ان پر افلاقی موت دار کرنے کے لئے انہیں انبیا میں دھر گھسیٹا۔ تو خواجہ صاحب نے ایک طرف تو اپنی طویل اور خطرناک علالت کا ذکر ایسے دردناک الفاظ میں کیا کہ جس سے پتھر دل بھی موم ہو گئے۔ اور دوسری طرف اخبارات کے لئے محل سا جوابی مضمون لکھنے کی محنت و مشقت کا یہ نتیجہ بنایا کہ ”جس قدر صحت ہوئی تھی۔ وہ سب جاتی رہی۔ اٹا اختلاج قلب اور ضعف دل کی علامات پیدا ہو گئیں۔“

اس طرح خواجہ صاحب نے بتایا تھا۔ کہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے مضمون لکھنے کی کوفت ان کے لئے کس قدر مضرت ثابت ہوئی۔ لیکن ۱۹ اکتوبر کا پیغام صلح ”منظر ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے اپنے حب خاص مولوی محمد علی صاحب کی حمايت میں ایک طویل مضمون رقم فرمایا۔ جس کا کچھ حصہ اگرچہ انہیں بقول ان کے اس لئے کاشف پڑا۔ کہ ”جو باتیں عدالت میں طے ہونی ہوں ان پر پیش از وقت رائے زنی یا اظہارِ واقعات کرنا خلاف مصلحت عامہ ہے۔“ تاہم مضمون اچھا خاصہ طویل ہے۔

اگر خواجہ صاحب نے مضمون سل ڈیا بیس کے دوہرے حملہ کی زد میں نہ آئے اور مکمل صحت حاصل ہو جانے پر لکھا ہے تو خواہ ان کے احباب کے لئے جو نامعلوم وجوہات کی بنا پر ان کی موت کی تمنا کر رہے تھے۔ ان کا صحت یاب ہونا کس قدر ہی رنجیدہ ہو۔ ہم جناب خواجہ صاحب کو تہ دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ لیکن اگر خدا نخواستہ پیلے کی طرح اس مضمون نویسی کا بھی یہی نتیجہ ہو۔ کہ انہیں جس قدر صحت حاصل ہوئی وہ سب جاتی رہے۔ اٹا اختلاج قلب اور ضعف دل کی علامات شروع ہو جائیں۔ تو گو ہم انہیں قابلِ بہرہ رسی سمجھتے ہیں۔ تاہم اس پہلو سے تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے اپنی صحت کو ایک بار پھر ان مخلص احباب کے لئے قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے ان پر افلاقی موت دار کرنے کی سازش کی تھی۔ اور اخبارات میں ان پر چھوٹے الزامات لگا کر ایک باقاعدہ جنگ جاری کر دی تھی۔

خواجہ صاحب نے بڑی بہمت سے کام لیا۔ اور اپنے مخلص احباب کے لئے اپنے سلوک پر نادم اور شرمسار ہونے کا بہت اچھا موقوہ ہم پہنچا۔ لیکن انہوں نے ساتھ کہنا پڑتا ہے پیغام صلح نے ان کی تکلیف فرمائی کی کچھ قدر نہ کی۔ اور ان کے

مضمون کے ایک حصہ کو کاٹ کر اس لئے دوسری جگہ پھینک دیا کہ دالے مانگر دل کا ارشاد گراٹھی جو پہلے بھی مجردن جلی شائع ہو چکا تھا۔ اور جس میں پیغام صلح کی اوپر سے دل سے مدد سرائی کی گئی ہے۔ لے۔ نمایاں جگہ دے سکے۔ مولوی محمد علی صاحب کے کسی مضمون کے ساتھ یہ سلوک کرنا تراگ رہا۔ پیغام نے کبھی کسی معمولی مضمون کے ساتھ بھی شائد ہی ایسا بے رحمی کا برتاؤ کیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے۔ پیغام نے اپنے دل پر جبر کی بہت بڑی سل رکھ کر خواجہ صاحب کے مضمون کو جگہ تو دیدی۔ اور وہ بھی صرف اس لئے۔ کہ اس میں مولوی محمد علی صاحب کی حمايت کی گئی تھی۔ مگر اس پر بھی پہلے تو خود خواجہ صاحب کو قطع دہرید کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور پھر ”دالے مانگر دل کا ارشاد گرامی“ اس میں گھسیٹ کر ان کی وقعت کو گرا دیا۔ اور پھر دوسرے صفحہ پر چند سطور درج کر کے ”چون کو موٹا تازہ تندرست و طاقت ور بنانے“ والی بال جیون تھی کچھ چند پیسوں کی خاطر ملگ دے کر خواجہ صاحب کے مضمون کا گلا گھونٹ دیا۔

”دالے مانگر دل“ سے پیغامیوں کی جہل زر کی توقعات کتنی ہی بڑھی ہوئی ہوں۔ لیکن خواجہ صاحب سے ان لوگوں نے جس قدر فوائد حاصل کئے ہیں۔ انہیں اس طرح نظر انداز کر دینا ہرگز مناسب نہ تھا۔ اور وہ بھی اس وقت جب خواجہ صاحب نے ان کی حمايت میں قلم اٹھایا تھا۔ اور چند کورڈی کے اشتہار کے لئے ان کے مضمون کو کاٹ نہیں دینا چاہیے تھا۔

خواجہ صاحب نے اپنے مضمون میں یہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی تصانیف کا جو حق انحراف و وصول کرتے ہیں۔ یہ اس نا قدر شناسی کا ثبوت ہے۔ جو ہم میں (غیر مبایعین میں) ہے۔ اور دلیل یہ دی ہے۔

”میں بھی اس وقت تصنیف کا ہی کام کرتا ہوں۔ اور اس قدر دانی سے بھی واقف ہوں۔ جو اس قسم کی تصنیف کی ہونی چاہیے۔ میری ایک جدید تصنیف کی ایک کاپی پچاس پونڈ اور پانسو روپے تک کی ہے۔“

ایک تصنیف کا کام کرنے والے کا دوسرے تصانیف کا حق انحراف و وصول کرنے والے کی حمايت کے لئے گھرا ہونا بہت نسا حامی بلکہ تو ہر ما ملو سے بڑھکر حقیقت ہے رکھتا۔ خواجہ صاحب کو ثابت یہ کرنا چاہیے تھا۔ کہ جب ان کی ایک جدید تصنیف کی ایک کاپی پچاس پونڈ اور پانسو روپے تک کی ہے۔ تو وہ شخص جو ان کے نزدیک سلطان القلم کی ردا یات قلم گو قائم رکھنے میں ممتاز ہستی ہے۔ اس کی تصانیف کی ایک ایک کاپی خود خواجہ صاحب نے کس کس قیمت پر خریدی۔ اور اس کی کتنی قدر دانی کی۔ اپنی کسی کتاب کی ایک کاپی کو پچاس پونڈ اور پانسو روپے میں خریدتے کرنے سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب اس قدر دانی سے واقف ہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب کی تصانیف کی ہونی چاہیے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

209

غیر مبایعین کی ایات کے متعلق کچھ نہ لکھا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں ہر مسئلہ زندگی

کے لئے کچھ قوانین مقرر فرمائے گئے ہیں اور اپنے پیروں کے لئے جہانی کاسمان کیا گیا ہے۔ ہم ہر ایک مسلمان کو ہر موقع پر غور کرنا چاہئے کہ جس معاملہ کو وہ شروع کرے یا نہ کرے۔ اس کے متعلق اسلام کی کیا ہدایت ہے۔

وہ آزاد نہیں۔ کہ جس طرح چاہے۔ کوئی کام کرے۔ اس کا دوستانہ بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اور اس کی دشمنی بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اس کا دفاع بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اس کی تعریف بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اور اس کی مذمت بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اس کی محبت بھی بعض احکام کے ماتحت ہے اور اس کی نفرت بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ غرض اس کی ہر چیز بعض احکام کے ماتحت ہے۔

اور ان احکام سے آزاد ہو کر وہ کوئی کام نہیں کر سکتا جب تک وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ جب تک وہ اپنے آپ کو اسلام سے وابستہ کرتا ہے۔ اس وقت تک ان احکام کی اطاعت اور نافرمانی کرنا اس کے لئے ضروری ہوگا۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی

کے متعلق اسلام نے جو احکام بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک حکم لڑائی کے متعلق

یہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس وقت دشمن لڑائی چھوڑ دے۔ تو تم بھی لڑائی چھوڑ دو۔ بظاہر یہ حکم

بڑا سخت

معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک دشمن دیکھ کر تار ہے۔ اور جب بہت کچھ نقصان پہنچا دے۔ تو پھر ہتھیار ڈال دے۔ یا ہو سکتا ہے کہ ایک دشمن دیکھے۔ وہ ظاہر میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے مقابلہ مضمحل کر دے اور ظاہر میں ہتھیار ڈال دے۔ اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دشمن اس خیال سے کہ اُسے نئے سرے سے تیاری کرنے کے لئے وقفہ کی ضرورت ہے۔ ہتھیار ڈال دے۔ اور جبر طاقت حاصل کر کے لڑائی شروع کر دے۔

غرض کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ اور جب کوئی دشمن ہتھیار ڈال دے۔

اس پر ہمارا ملین ہونا آئندہ

بہت سی مشکلات کا باعث

ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں بعض ظاہری تعلیقیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہاں اس کے ساتھ بعض

اخلاقی فتوحات

بھی لگی ہوئی ہیں۔ وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے جوشوں کو دباتا ہے۔ اگر کسی بات میں دنیا کی نظروں میں حقیر بھی ہو جائے۔ تو اللہ اس کی عزت اور بڑھاتا ہے۔ پس گویا ہمارا حکم کے ساتھ حکمت لگی ہوئی ہے۔ مگر ایک بہت بڑی نفع بھی ہے۔ اور وہ اخلاقی اور مذہبی نفع ہے۔

پچھلے دنوں سے ہماری بھی

ایک جنگ

جاری تھی۔ اور وہ غیر مبایعین کے ساتھ تھی۔ انہوں نے معاہدہ کر کے توڑا۔ اور ستواڑہ پیغام میں ایسے مضامین لکھے۔ جن کی غرض کسی سبب کو ثابت کرنا تھی۔ بلکہ لوگوں کی نظروں میں ہمیں گرانا اور ہمارے خلاف عیب و نفرت بھرا کر رکھنا تھا۔ ان کی مثال ایسی ہی تھی۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولویوں کے متعلق فرماتے۔ کہ یہ لوگ مسائل کے متعلق بحث نہیں کرتے۔ ان کی غرض یہ نہیں ہوتی۔ کہ لوگوں کے سامنے حق ظاہر ہو۔ بلکہ یہ ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کے لئے مباحثات کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں

ایک عورت تھی

جو باہر کام کاج کرتی تھی۔ ایک شخص جب اس کے پاس سے گذرنا۔ تو اسے سلام کرتا۔ اور وہ اسے گالیاں دینا شروع کر دیتی۔ ایک دن کسی نے کہا یہ کیا ہے۔ وہ تو تمہیں سلام کرتا ہے۔ اور تم اسے گالیاں دیتی ہو۔ اس نے کہا۔ یہ مجھے سلام کی خاطر سلام نہیں کرتا۔ بلکہ چلانے کے لئے سلام کرتا ہے۔ کیونکہ یہ کہتا ہے۔ بھائی کافی سلام اس کی غرض سلام کرنا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ہوتی ہے۔ کہ سلام کے پردے میں مجھے کافی کہے۔ اس کے متعلق تو واقف موجود تھا۔ وہ عورت کافی تھی۔ مگر ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق فرماتے۔ کہ لوگوں کو بھڑکانے

اور اشتعال دلانے کے لئے آپ کے خلاف اعتراضات کئے جاتے۔ یہی حال غیر مبایعین کا تھا۔ مثلاً جب پچھلے سال اتحاد کی تحریک

کی گئی۔ تو پیغام صلح میں بار بار اس قسم کے مضامین لکھے گئے۔ کہ میاں صاحب نے کفر کا مسند چھوڑ دیا ہے۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ میں بظاہر اعلان کر دوں کہ کفر و اسلام کا مسئلہ

تائیم ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو بھڑکائیں۔ کہ ان کے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ غیر مبایعین کا مسند و دل اور عیسائیوں سے تعلق ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ دیوبندیوں سے ملکر وہ کام کر سکتے ہیں۔ مگر ہمارے ساتھ مسلمانوں کا ملکر کوئی کام کرنا نہیں گوارا نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی غرض یہ تھی۔ کہ کفر کے فتوے کو مٹا دیا جائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ہمیں مٹایا جا۔ کیوں انکا سارا زور

ہمارے خلاف لگتا ہے بے شک کبھی کبھی وہ یہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں ایسے فرقے ہیں۔ جو ایک دوسرے پر کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ ان کی مخالفت کرنی چاہئے۔ مگر کبھی نام لے کر انہوں کو بھڑکایا۔ اور یہ بھڑکائیوں کو مخاطب نہیں کیا۔ اور نہ ان کے خلاف آواز دہرا کر مٹا دیا گیا ہے۔ تبنا ہمارے خلاف کرتے ہیں۔ نام لے کر ہمارے ہی پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ ہمیں کمزور سمجھتے ہیں۔ اور شہسور ہے۔ نزلہ برعوض ضعیف سے ریزو ہے

پس ہمارے خلاف اس قسم کے مضامین اخباروں میں شائع کر کے ان کی غرض

محض لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانا ہے۔ نہ کہ مسند کفر و اسلام کی تحقیق کرنا یا ہمیں اشتعال دلانے کے لئے اس طرح کرتے ہیں۔ تاکہ ہم مشتعل ہو کر اس سبب میں پڑ جائیں۔ اور اتحاد کی تحریک کو جو مستحق اور متحدہ مقاصد کے لئے ہے۔ چھوڑ دیں۔ حالانکہ میں اس تحریک کے ساتھ ہی بیان کرتا رہا ہوں کہ کفر و اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ان امور کے متعلق ہے۔ جو سب مسلمانوں میں مشترک ہیں۔ اور جن کا اثر سب فرقوں کے مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے۔ دشمن بات کہے ان ہوتی۔ یہی ان کی حالت ہے ان کی غرض یہ ہے کہ ہمارے خلاف اشتعال دلانا اور بھڑکانا تھی۔ وہ یہ نہیں دیکھتے تھے۔ کہ خواہ ہماری جماعت کتنی چھوٹی ہے۔ مگر اس نے اسلام کی اتنی خدمت کی ہے۔ جتنی سارے مسلمان ملکر بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ان لوگوں

اسلام سے محبت

ہوتی۔ تو خواہ ہمیں بدترین کافر ہی سمجھتے۔ یہ خیال کر لیتے۔ کہ خدا تعالیٰ ہم سے اسلام کی خدمت لے رہا ہے۔ اور وہ فاسق و فاجر سے بھی اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔ چنانچہ

ایک دفعہ جنگ میں

لڑتے ہوئے ایک شخص کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جہنمی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اسے جنت سے بھی دین کی خدمت لے لیتا ہے دیکھو جب وہ شخص مسلمانوں کی طرف ہو کر لڑا رہا تھا۔ اس وقت اس کے متعلق یہ تو کہا گیا کہ یہ جہنمی ہے۔ مگر یہ نہیں کیا۔ کہ اسے الگ کر دیا ہو اسے لڑنے دیا۔ لیکن اس وقت جبکہ اسلام سے ساری دنیا کی لڑائی شروع ہوا ہے۔ اور ہم

اسلام کی حفاظت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ یہ لوگ ہمارے پیچھے پڑ گئے۔ اور لوگوں سے کہنے لگے۔ یہ اسلام کے دشمن ہیں نہیں اسلام کی حفاظت کا کام کرنے سے روک دو۔ انہیں دیکھنا یہ چاہئے تھا۔ کہ جو تحریک بہمنے کی ہے۔ وہ اسلام سے دشمنی ہے۔ یا اسلام کی خدمت۔ اگر اسلام کی خدمت تھی۔ تو کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے باغیرت انسان نے تو اس شخص کو مسلمانوں کے ساتھ ملکر کفار سے لڑنے دیا۔ جو جہنمی تھا۔ مگر انہوں نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ ہم اسلام کی کوئی خدمت کر سکیں۔ کیا یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ اسلام کے لئے باغیرت تھے۔ بات یہ ہے۔ صوائے نسا و ڈولوانے اور فتنہ پیدا کرنے کے ان کی کوئی عرق نہ تھی۔

پھر انہوں نے اسی پر بس نہ کی جب کچھ لوگوں نے ہم پر **ذاتی الزام** لگانے شروع کئے۔ تو ان لوگوں کے بڑے حصہ نے ان بہتانوں کو پھیلانا شروع کیا۔ اس کا

یقینی ثبوت ہمارے پاس موجود ہے۔ میں معزز غیر احمدیوں کے ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ جنہوں نے ان کی مجالس کے حالات لکھے۔ اور بتایا کہ کس حقارت آمیز طریق سے ان بہتانوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ بے شک بعض یہ بھی کہتے۔ کہ ہمیں یقین نہیں آتا۔ یہ باتیں مدت ہوں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے۔ جب قادیان میں رہنے والے بیان کرتے ہیں تو کچھ نہ کچھ ہو گا ہی۔ اور بعض تو قسمیں کھا کھا کر کہتے۔ کہ یہ الزام درست ہیں۔

میں نے اس پر بھی صبر کیا۔ اور خوش رہا۔ آخر ان لوگوں نے اخبارات میں اس قسم کی باتیں لکھنی اور لکھانی شروع کر دیں جن سے **انتہائی درجہ کا بغض اور عناد** ظاہر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۷ ارجون کے جلسہ کے متعلق جو کچھ انہوں نے کیا۔ وہ نہایت ہی قابل شرم تھا۔ اس پر آج اگر یہ وہی شرم محسوس نہیں کریں گے۔ تو ان کی نسلیں محسوس کریں گی۔ تب مجھے اعلان کرنا پڑا۔ کہ ان لوگوں نے چونکہ معاہدہ توڑ دیا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے حکم کے مطابق ہم بھی اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس معاہدہ کے پابند نہیں ہیں۔

میں نے اس پر بھی صبر کیا۔ اور خوش رہا۔ آخر ان لوگوں نے اخبارات میں اس قسم کی باتیں لکھنی اور لکھانی شروع کر دیں جن سے

انتہائی درجہ کا بغض اور عناد ظاہر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۷ ارجون کے جلسہ کے متعلق جو کچھ انہوں نے کیا۔ وہ نہایت ہی قابل شرم تھا۔ اس پر آج اگر یہ وہی شرم محسوس نہیں کریں گے۔ تو ان کی نسلیں محسوس کریں گی۔ تب مجھے اعلان کرنا پڑا۔ کہ ان لوگوں نے چونکہ معاہدہ توڑ دیا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے حکم کے مطابق ہم بھی اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس معاہدہ کے پابند نہیں ہیں۔

ہمارے اخبارات ابھی خاموش ہی تھے۔ کہ ان کے اخبار نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ شروع سے ہی انہوں نے معاہدہ کی پابندی نہیں کی۔ اور ایسے ایسے فقرے جو کوئی شریف انسان جو بڑے جہاد کے لئے بھی استعمال نہیں کرتا۔ انہوں نے ہمارے متعلق استعمال کئے۔ جب انہوں نے ایسی باتیں لکھنی شروع کیں۔ تو ہمارے اخبارات نے بھی جواب کی طرف توجہ کی۔ اس پر معاہدہ نہیں معلوم ہو گیا۔ کہ جسٹس کو تا خواہ کتنا ہی شہر میں اور خوش کن ہو۔ لیکن **حملہ برداشت کرنا آسان نہیں** ہے۔ حملہ برداشت کرنے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہوتی اور

بڑی اور العزمی کام ہوتا ہے۔ میں ہر ایک سزا بگٹنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کوئی **پبلک کمیشن**

فیصلہ کر دے۔ کہ میں نے غیر مباہلین کے حملوں کو ان کی نسبت کم برداشت کیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے مجھ پر جو حملے کئے۔ ان سے زیادہ میری طرف سے ان پر کئے گئے ایسا کمیشن کوئی ٹیٹھے یا نہ ٹیٹھے۔ بہر حال انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ حملہ کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن حملہ کر کے اس کا

خیمارہ بھگتنا آسان نہیں انہیں پتہ لگ گیا۔ کہ جن پر حملہ کیا جائے۔ وہ بھی جواب دے سکتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ اور بہت مضبوط قلم ہے۔ اس پر معاہدہ فریق جس کے نزدیک معاہدہ کی پابندی کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ جس نے خدمت اسلام کا کوئی خیال نہ کیا تھا۔ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جلسوں کو روکنے میں پورا زور لگایا تھا۔ اور پھر جس نے نہایت کامیاب جلسوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا۔ ایک

اور رنگ اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیا یہ

عجیب بات انہیں کہ وہی پیغام جو بگٹتا تھا۔ ۱۷ ارجون کے جلسوں میں مسلمانوں کو شریک نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کی تحریک کرنے والے رسول کریم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ اپنے خاتم النبیین منبر میں ایک عیسائی کا مضمون شائع کرتا ہے جس میں لکھا ہے آپ کا اسلام اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ کہ وہ آباؤی ملت نہ یہودیت کے مقابل مسیحیت کی تائید و تصدیق ہی تھا۔ اس وجہ سے ہم سچی حضرت محمد کی لائق کو مسیحیت کا مفندق یقین کرتے ہیں مطلب یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تعلیم دی وہ مسیحیت سے چرائی ہوئی تھی۔ ان الفاظ میں دیکھو کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعوذ باللہ عیسائی ہونے اور عیسائیت کی تعلیم چرانے کا الزام لگایا گیا ہے۔ مگر کیا کوئی

ذلیل سے ذلیل دشمن بھی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تعریف کرتے وہ اس سے بھی ادنی اور گری ہوئی ہوتی۔ مگر اس عیسائی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات باوجود پر جو حملہ کیا۔ وہ تو اس قابل تھا۔ کہ اسے پیغام صلح "شائع کرے اور ایک لفظ بھی اس کے خلاف نہ لکھے۔ لیکن ہم نے تمام ہتھیاروں میں ۱۷ ارجون کے جلسے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف میں کئے۔ وہ اس قابل نہ تھے۔ کہ کوئی مسلمان ان میں شامل ہوتا۔ پس یہ سب باتیں انہوں نے ہمارے خلاف کیں۔ اور

ان کے لڑنے میں قطعاً نہ ہیکھی ہے۔ مگر جب ان کو جواب دیا جائے گا تو معاً یاد آگیا۔ کہ انسان کو اچھے اخلاق رکھنے چاہئیں۔ اور **تہذیب اور متانت کے دائرہ کے اندر** رہ کر دوسروں کے متعلق لکھنا چاہئے۔ یہ ان کی ایسی ہی مثال تھی۔ کہ جب ترکی اور بلغاریہ کی جنگ ہوئی۔ اور جب تک ترک ہار رہے۔ اور یہیں سلطنتیں کہتی رہیں۔ ہم ان میں دخل نہیں دیتیں۔ لیکن جب ترکی فوجیں بڑھنے لگیں۔ اور بلغاریہ کیست کھانے لگا۔ تو معاً ان سلطنتوں کی فوجیں آگئیں۔ اور انہوں نے کہا۔ ہم لڑنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اب لڑائی بہت سخت اختیار کرتی جاتی ہے۔ اسی طرح جب

یونان اور ترکی کی جنگ ہوئی۔ تب بھی کہا گیا۔ جب تک خیال رہا۔ کہ یونان ترکی کے مقابلہ میں خوب جنگ کر سکتا ہے۔ تو کہا گیا۔ ترکوں کو کم از کم چھ ماہ یونان کے پہلے قلعہ کے فتح کرنے میں لگیں گے۔ لیکن جب چند دن کے اندر اندر ترکی فوجیں یونان میں گھسنے لگیں۔ تو معاً یہ کہہ کر دخل دیدیا۔ کہ ہم لڑائی بڑھانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اسی طرح غیر مباہلین نے کیا ہے۔ ان کی یہ صلح صلح نہ تھی۔ اور یہ اخلاق اخلاق نہ تھے۔ یہ محض اس ڈر کے مارے تھے۔ کہ اگر حملہ ان پر ہوا ہے۔ لیکن بہر حال کسی نیت سے ہو۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے اعلان کے بعد

کئی جگہوں سے خطوط آئے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے زبانی حملے بڑے زور سے شروع کر رکھے ہیں جو مجالس میں کرتے ہیں۔ اس سے میں سمجھتا ہوں۔ ان کا یہ اعلان بناوٹی ہے۔ مگر باوجود اس کے میں اعلان کرنے والے پر **بناوٹ کا الزام نہیں** لگانا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے موقع کے متعلق فرمایا ہے۔ کیا تم نے دل پھاڑ کر دیکھ لیا ہے۔ میں نے چونکہ دل پھاڑ کر نہیں دیکھا۔ اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ اگر یہ اعلان ایک فرد کی طرف سے ہے۔ تو میں اسے قبول کرتا ہوں لیکن اگر یہ اس گروہ کی طرف سے ہے۔ تو کہوں گا۔ کہ وہ لوگ اس پر نہیں چل رہے۔ بہر حال چونکہ یہ اعلان ایک ذمہ دار شخصیت کی طرف سے ہوا ہے۔ اس لئے میں اپنے اخبارات سے کہتا ہوں کہ وہ بھی

ذاتیات کے متعلق لکھنا چھوڑ دیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان جنحوا للسلم فاحنح لها وتوکل علی اللہ انه هو السميع العليم تب تک وہ پھر یہ طریق اختیار نہ کریں۔ ہمیں بھی اس سب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ہاں جس طرح افراد میں زبانی طور پر وہ ابھی تک الزام لگاتے اور ایسی باتیں پھیلاتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اجازت ہے۔ کہ وہ بھی زبانی باتیں بیان کریں۔ اسی طرح نہ ہی مسائل میں غیر احمدیوں کو ہمارے خلاف آگے اور اشتعال دلانے کا جو طریق انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور اب پناہ سارا ذرا اسی پر صرف کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی اس پہلو سے ان کا

مقابلہ کرنا چاہیے

میں اس سے نہیں روکتا۔ بلکہ اسے جاری رکھنے کے لئے کہتا ہوں۔ تاکلان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ مذہب کی غرض کسی کے خلاف لوگوں کو اسانا اور شعل کرنا نہیں۔ اور نہ اس طرح کسی کے عقائد کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر ذاتیات کے متعلق کچھ نہیں لکھنا چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ پابندی بہت بھاری معلوم ہوگی۔ اور کہا جائے گا کہ وہ لوگ ایک عرصہ تک بہتان سازی اور افتراء پردازی کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب ہم نے جواب دینا شروع کیا ہے۔ تو روک دیا گیا ہے۔ مگر یہ پابندی خواہ کتنی ہی تلخ ہو۔ بہر حال اس کا ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اس شیریں ہستی کی طرف سے ہے جس سے شیریں اور کوی چیز نہیں ہے۔ چونکہ ہمارا مولانا کہتا ہے۔ کہ ایسے موقع پر تم یوں کرو۔ اس لئے ہمیں اسی طرح کرنا چاہیے۔ اور خوشی سے کرنا چاہیے۔ پس تم اس تلخ گھونٹ کو پی لو۔ کیونکہ یہ سب سے پیارے کی طرف سے پلایا جا رہا ہے۔ اگر اس کا کوئی نقصان ہوگا۔ تو زیادہ رکھو ہمارا آقا خدا مرد ہوگا باز نہیں۔ وہ بے وقتائیوں کو نظر انداز کر کے بھی دعا کرتا ہے۔ اگر اس کیلئے ہم تکلیف اٹھائیں گے۔ تو کیوں نہ ہمارے نقصان کو دور کرنے کا انتظام کر لیا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ

ہمارے اخبار نویس

اس بات کو مدنظر رکھیں گے۔ کہ اخبار میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ذاتیات پر حملہ ہو۔ باقی رہا لوگوں میں زبانی باتیں کرنا۔ اگر غیر مبین اس میں بھی ہتھیار ڈالیں گے۔ اور فقہانہ انگیزی کے اس طریق سے باز آجائیں گے۔ تو ہم بھی ان کے متعلق زبانی باتیں بیان کرنا بند کر دیں۔ ان سے پہلے معاہدہ کا جو

تلخ تجربہ

ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آئندہ اگر کوئی معاہدہ ہوا تو ایک کمیٹی بنا کر پڑھی۔ جو یہ دیکھتی رہے۔ کہ کون اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اور خلاف ورزی کرنے والے کے متعلق ضروری کارروائی کرے۔

اس خطبہ کا یہ مطلب نہیں

ہے۔ کہ غیر مبایعین نے مقدمہ بازی کے جو نوٹس دئے ہیں۔ وہ چھوڑ دیں۔ انہوں نے جو نوٹس دئے ہیں۔ ان کے متعلق میں کہتا ہوں بے شک چلائیں۔ اور ضرور چلائیں۔ مومن کسی ڈر کر ہتھیار نہیں چھینکا کرتا۔ ہم نے پہلے بھی ان پر حملے نہ کئے تھے۔ مجبوراً دستوں کو ان کے بار بار کے حملوں کے جواب میں قلم اٹھانا پڑا تھا۔ تاہم ابھی دو ہی جمعے گزرے ہیں۔ کہ میں نے خطبہ جمعہ میں ایک مضمون کے متعلق جتنی سختی سے کوئی کچھ کہہ سکتا تھا۔ نوٹس لیا۔ لیکن میں ہر ایک کو اس بات کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ کہ وہ آٹا ہی جو حملہ دکھائے۔ جتنا میں خود دکھاتا ہوں۔ میرے لئے اور مقام ہے اور دوسروں کے لئے اور۔ پس میں نے ذاتیات کے متعلق لکھنے سے جو رکھا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ

غیر مبایعین مقدمات چھوڑ دیں

جب وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی ہتک ہوئی ہے۔ اور اس ہتک کا علاج سوائے مقدمہ بازی کے اور کوئی نہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جب تک پانچ ہزار اور پچاس ہزار کی رقم ان کی جیبوں میں نہ جا پڑیں۔ ان کی عزت قائم نہیں ہو سکتی۔ تو وہ اس کے لئے پورا زور لگائیں۔ ہم کب چاہتے ہیں۔ کہ کسی کی ذلت ہو۔ اور وہ ذلت کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ وہ مقدمہ کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ آگے

اللہ تعالیٰ کی مشیت

نیصدا کرے گی۔ کہ انہیں ۵۵ ہزار ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ اس معاملہ سے میں تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق ایڈیٹر سے ہے۔ جنہوں نے مضمون شائع کیا۔ وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ مگر ذاتیات کے متعلق نہ کہنے کا فیصلہ میری طرف سے ہے۔ ان کی طرف سے نہیں۔ اور وہ ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار نہیں جیسا کہ اخبار سے پتہ لگتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس معاملہ کا ذکر نہ آتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ جب دشمن نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ تو تم بھی اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ قرآن کریم آتا ہے۔ و ان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔

احمد مشین لائن اور احمدی خواتین

ایک اور بات

میں کہتا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انگلستان کے تبلیغی مشن کا کام بہت ترقی کر گیا ہے۔ اگرچہ مشن میں کام کرنے والوں نے کام کی زیادتی کو پیش نہیں کیا۔ سوائے خاں صاحب منشی خرمزاد علی صاحب کے جو اب وہاں تھے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ مبلغین کے علاوہ دوسرے دست جو وہ بتاتے آئے ہیں۔ پر کہتے رہے ہیں۔ کہ اب کام دو آدمیوں کی طاقت سے بہت بڑھ گیا ہے۔ ماہوار رسالہ کا تیار کرنا طلبا کا خیال رکھنا۔ مسجد کی نگرانی اور آبادی کا کام کرنا۔ پورٹریں لکھنا۔ مشن کا حساب کتاب رکھنا۔ اس قسم کے بہت سے کام ہیں۔ یہاں سے جب انگریزی ریویو شائع ہوتا تھا۔ تو اس کے لئے دو ایڈیٹر مقرر تھے۔ ان کے علاوہ اور عملہ بھی تھا۔ مگر وہاں صرف دو آدمی ہیں جنہیں رسالہ کا کام کرنے کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں۔ لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کرنا۔ نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کرنا۔ مختلف سوسائٹیوں میں لیچر دینا۔ غرض کام بہت وسیع ہو چکا ہے اور دو آدمیوں کی ہمت سے زیادہ ہے۔ اس لئے میں نے تجویزی کی ہے۔ کہ وہاں

ایک اور مشری

کہا۔ اے گویا میں اس کے اخراجات کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے یہ تجویزی کی گئی ہے۔ کہ وہ ان بات بھاری جہات کی عورتیں ہسپا کریں۔ اس مبلغ کا

مسالانہ خرچ چار ہزار روپے

کے قریب ہوگا۔ اور خیال یہ ہے۔ کہ ایک انگریز نو مسلم کی تربیت کر کے اس سے یہ کام لیا جائے۔ وہاں کے لوگ اس کی باتیں زیادہ توجہ سے سن سکیں گے۔ اور وہ بھی ان کے مزاج اچھی طرح سمجھتا ہو اس کے لئے

عورتوں میں تحریک

کی گئی ہے۔ اس موقع پر پچاس سالہ کے قریب عورتیں ہوں گی۔ ان سے تین سو کی رقم وصول ہو گئی ہے۔ اور پانچ سو کا وعدہ ہوا ہے کل (بروز ہفتہ) پھر ارادہ ہے۔ کہ عورتوں میں یہ تحریک کی جائے امید ہے ہزار بارہ سو روپیہ یہاں کی مستورات کے چندہ سے ہو جائیگا۔ باہر کی عورتوں سے بھی امید ہے۔ کہ وہ اس تحریک میں بخوشی حصہ لیں گی۔ چونکہ لندن مشن کا بجٹ بہت تھوڑا ہوتا تھا اس لئے اس کے ذمہ اخراجات کا تقابلاً ہونا رہا ہے۔ جو ہزار کے قریب ہے۔ لندن کی مسجد چونکہ

احمدی عورتوں کے چندہ سے

بنی ہے۔ اس لئے انہی کی ہے۔ مردوں کا روپیہ مکان خریدنے اور تجارت پر لگا یا گیا۔ ماہر کچھ روپیہ یہاں جماعت کے لئے جائداد خریدنے پر صرف کیا گیا تھا۔ اس طرح چونکہ مردوں کا روپیہ خرچ ہوا تھا۔ اس لئے لندن کی مسجد عورتوں کے اس روپیہ سے بنی ہے جو مسجد کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ چونکہ وہ مسجد عورتوں ہی کی ہے۔ اس لئے اس مشن کا سا خرچ عورتوں کو ہی برداشت کرنا چاہیے۔ اس سال

نو ہزار کی تحریک

عورتوں میں کی جاتی ہے۔ یہ تحریک اخبار میں بھی چھپ جائیگی۔ اس طرح باہر کی خواتین اس میں حصہ لے سکیں گی۔ یہاں کے دوست بھی اپنے اپنے گھروں میں اسے پہنچادیں۔ اگر اب کے تحریک سے رقم بڑھ جائیگی۔ جیسا کہ خدا کے فضل سے ہماری تحریکات کے متعلق ہوتا ہے۔ تو اگلی دفعہ اس رقم کو منہا کر کے بقیہ کے لئے تحریک کی جائیگی مثلاً اگر اس سال تحریک سے ایک ہزار روپیہ جمع ہو گئی۔ تو اگلے سال چار ہزار کی بجائے ۳ ہزار کے لئے تحریک کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں تمام دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت کی عورتوں کے لئے ۹ ہزار کی رقم نہایت قلیل ہے۔ اور وہ بہت جلدی اسے پورا کر دیں گی۔

مرد اس تحریک میں حصہ نہ لیں

کئی مرد یہ سمجھ کر کہ عورت کے پاس کچھ نہیں۔ اپنے پاس سے روپیہ دینے لگے۔ مگر اس طرح عورتوں میں وہ روح نہیں پیدا ہو سکتی۔ جو خدا کیلئے اپنا مال دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے مردوں کو چاہیے کہ عورتوں کو اپنے پاس سے دینے دیں۔ خواہ پیسہ دو پیسہ ہی دیں۔ مگر کسی عورت کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تو وہ اپنے خرچ سے بچا کر دے۔ مگر اپنے پاس سے دے۔ مرد سے لیکر نہ دے۔ زمیندار عورتیں عموماً شکایت کیا کرتی ہیں۔ کہ مرد انہیں کچھ نہیں دے۔ وہ کس طرح چندہ دیں۔ میں کہتا ہوں۔ اپنے پاس سے دو مرد کی جیب سے لے کر نہ دو۔ چٹکی چٹکی آٹے ہی سے بچا کر جو کچھ جمع ہو۔ وہ دو چکر پانچ۔ سو دو۔ اور اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہیں۔ مگر وہ

مولوی ظفر علی صاحب کوکھلا پن چلیخ

مولوی ظفر علی صاحب نے دہلی جانے سے قبل ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلانے کی غرض سے ایسوشی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے کہا تھا کہ

۱۔ پنجاب میں ہمارے مخالفین اکثر بڑے بڑے شہروں میں ہمارے مقابلہ میں شکست کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور اس وقت لہ ناہ، جالندھر، امرتسر، گوجرانوالہ، لاہل پور، سیالکوٹ، راولپنڈی کے لوگ کامل طور پر ہمارے ہم خیال ہیں۔ اور تو اور لاہور ہی میں جو جویت پسندی کا گڑھ ہے۔ ہم نے اپنے مخالفین کو شکست دی ہے۔

اگر مولوی صاحب نے یہ بیان دہلی جانے کی خوشی کی ترنگ میں نہیں دیا تھا۔ اور اب دہلی میں خوب آؤ بھکت ہونے کے بعد بھی اس پر قائم ہوں۔ اور اسے سچا سمجھتے ہوں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ جناب سید حبیب صاحب کے اس چلیخ کو قبول کر لیں۔ جس کا اعلان ۱۸ اکتوبر کے سیاست میں کیا گیا ہے۔ اور جس میں فیصلہ کی حسب ذیل صورت پیش کی گئی ہے۔

۲۔ اہل پنجاب کو نسل کا کوئی مسلم رکن مستعفی ہو جائے اور اس کے حلقہ انتخاب میں دوبارہ انتخاب اسی سوال کی بنا پر ہو۔ کہ لوگوں کو نرور پور منظور ہے۔ یا نہیں۔ میں ڈاکٹر محمد عالم کو چلیخ کرتا ہوں۔ کہ وہ مستعفی ہو کر اپنے انتخاب کا موقع دے۔

۳۔ دوم۔ پنجاب بھر کے کسی ڈسٹرکٹ بورڈ کا کوئی ممبر مستعفی ہو جائے اور اس کا انتخاب اسی بنا پر ادرس تو عمل میں آئے۔

سوم۔ پنجاب کے بلریات میں سے بلدیہ لاہور مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے کسی حلقہ کا کوئی رکن مستعفی ہو جائے۔ اور نرور پور شکیافت کو بنا قرار دیکر ادرس تو انتخاب عمل میں آئے۔

چہارم۔ لاہور کے جس حلقہ انتخاب میں مولوی ظفر علی خاں مقیم ہیں میں بھی اسی میں رہتا ہوں۔ لیکن مولوی صاحب مجھ سے دو گنے عرصہ سے یہاں مقیم ہیں اسی محلہ کے رکن بلدیہ سے استعفیٰ لے لیا جائے۔ اور میں اور مولوی صاحب اسید وار بن کر انتخاب میں حصہ لیں۔ اور ہماری کامیابی سے رائے عامہ کا اندازہ لگایا جائے۔

پنجم۔ لاہور کے مختلف حلقوں میں طے کئے جائیں۔ مخالفت اور موافق تقریریں ہوں۔ وقت مقرر ہو۔ نقد اور مقررین کیسیاں ہو۔ اور ہر طبقہ کے بعد صرف اہل محلہ سے رائے لی جائے۔ مخالفین اور موافقین کو علیحدہ گھر اکٹھا کیا جائے۔ تاکہ شبہ کا موقع باقی نہ رہے۔ یہ طریق اس بات کے معلوم کرنے کے لئے نہایت آسان ہے۔ کہ مسلمانان پنجاب نہرو کمپنی کے حامیوں کے ہم خیال ہیں۔ یا ان کے خلاف۔ کیا مولوی ظفر علی خاں اس کے لئے تیار ہوں گے۔ اور بار بار جو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمانان پنجاب کی اکثریت ان کے ساتھ ہے۔ اور نرور پورٹ کی تائید کرتی ہے۔ اس کا مقول ثبوت پیش کریں گے مگر جو حقیقت یہ ہے۔ کہ جب نرور پورٹ کے سرکار کو مسلمان نرور پورٹ کی تائید میں نہیں ہے۔ اس لئے اسید نہیں مولوی ظفر علی صاحب چلیخ منظور کرنے کی جرات کریں۔

ڈالی میں۔ ان کا بھج پر یہ اثر پڑا ہے۔ کہ میں ایک سو روپیہ اپنے پاس سے دینے کے لئے تیار ہوں۔ ایک ہزار احمدی ایسے ہوں جو ایک ایک سو روپیہ دیں۔ اور اس طرح

ایک لاکھ روپیہ جمع کر کے پنہاںی قند کو دور کرنے پر صرف کیا جائے۔ اس خط کو ٹھیکر چھ

جنگ بدر کا وہ نظارہ

یاد آگیا جس کے متعلق عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا۔ کہ اس موقع پر میں اپنے دائیں بائیں بندرہ بندرہ سالہ جھو کرے دیکھ کر افسوس کر رہا تھا۔ کہ آج میں کیا اڑو لنگھ جبکہ میرے بازو اس قدر کمزور ہیں۔ میں اسی خیال میں تھا۔ کہ ایک طرف سے ایک رطل کے لئے مجھے کہنی مار کر پوجھا۔ چچا وہ ابو جہل کون ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔ میرا جی چاہتا ہے۔ میں اسے قتل کر دوں۔ ابھی میں اسے جواب نہ دینے پایا تھا۔ کہ دوسرے نے کہنی مار کر کہا مجھے ابو جہل تو دکھائیے۔ میں اس پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں۔ میں ان کے سوال سن کر سخت شرمندہ ہوا۔ کیونکہ میرے دل میں یہی اس وقت یہ نہ آیا تھا۔ کہ ابو جہل کو جو لشکر کفار کا کمانڈر منتخب تھا۔ میں قتل کر سکتا تھا۔ مگر ان بچوں کا یہ جو صلہ تھا۔ کہ ابو جہل سے بچنے اور بے دالے کو قتل کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

طالب علم نے جو خط لکھا ہے۔ یہ بھی بہت بڑے اخلاص کی علامت

ہے۔ ایک طالب علم کی کیا بساط ہے۔ کہ سو روپیہ چنیدہ میں سے وہ اپنے آپ کو سخت تنگی میں ڈال لے۔ اپنے کھانے اور کپڑے اور دوسری ضروریات کو باطل کر دے۔ تب ایک عرصہ میں سو روپیہ جمع کر سکتا ہے۔ پھر وہ کسی ایسے کاروانہ میں۔ کہ اسے بہت کافي اخراجات ملتے ہیں میں جاتا ہوں۔ معمولی گھرانہ کا لڑکا ہے۔ مگر اس کا خط تیار ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کے بچوں تک کو ایسا اخلاص بخشا ہے۔ میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری سب جماعت کو ایسا ہی اخلاص بخشے اور اس اخلاص کے ساتھ اعمال کی بھی توفیق دے۔

مارشلس میں تبلیغ

آٹھ دس روز سے غیر احمدیوں کے ساتھ احمدیہ مسجد دارالاسلام میں گفتگو ہو رہی ہے۔ پہلے تو وہ وفات مسیح پر اور الزام دعویٰ الوہیت اور ریح وغیرہ کے بارہ میں گفتگو کرتے رہے۔ جن کے کسی بخش جواب ان کو دئے گئے۔ تب وہ ایک اور شخص کو جو ہماری مخالفت میں بہت حصہ لیتا ہے۔ اور ہمارے خلاف اس لئے انگریزی میں ایک کتاب بھی شائع کی ہے۔ مقابلہ کے لئے بلا لائے۔ مولانا عبدالکیم اور محمدی بیگم کی پیش گوئی پر بحث ہوئی۔ اور ان کے

خدا کی راہ میں دینے کی خواہش رکھتی ہے۔ تو وہ بھی ثواب کی مستحق ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اخلاص دیکھتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا۔ کہ کوئی اس کی راہ میں زیادہ دیتا، یا قہر ڈالتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا دین روپوں کا ہی محتاج ہوتا۔ تو

آسمان سے تعقیبیاں

آندتا۔ ہیں عورتوں کو چاہیے کہ اپنے پاس سے دیں۔ خواہ وہ کتنا ہی ناپسند ہو۔ ان اس طرح کیا جاسکتا ہے۔ کہ اگر کوئی بچہ شوق سے دینا چاہے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو۔ تو اسے ال باپ دے دیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ عورتوں کے پچھلے ہی درس میں میں نے دیکھا۔ ایک بچہ نے اپنی ماں سے ایک پیسہ مانگ کر چنیدہ میں دیا۔ اس سے چنیدہ میں تو کوئی اضافہ نہ ہوا۔ مگر اس میں اخلاص کی روح پیدا ہوئی۔ مخالف تو اعتراض کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ احمدی چنیدہ دیتے دیتے آگے گئے۔ اور اب چنیدوں سے سچا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو جو اخلاص عطا کیا ہے۔ وہ ایسا ہے۔ کہ اس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ میں نے

ایک خاص امر کے متعلق چنیدہ کی تحریک

کی تھی۔ ابھی میں اسے شائع نہیں کرتا۔ بعد میں شائع ہو جائے گی۔ پندرہ ہزار کے لئے میں نے چند دو سونوں کو یہ تحریک کی تھی۔ اور ۵۰-۱۰۰ کی رقمیں مقرر کی تھیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ اس تحریک کو اتنا غمغنی لکھنے کے باوجود چار دوست تو ایسے ہیں۔ جو رقوم سمجھنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اور بعض نے رقوم بھی دی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ بھی کی ہے۔ کہ آپ نے ہمیں کیوں اس تحریک کی خبر نہ دی۔ ان آدمیوں میں سے جنہوں نے روپیہ بھیجے گا بطور خود وعدہ کیا ہے۔ دو ایک ہی جگہ کے ہیں۔ اور ایسے ہیں جن کے رشتہ داروں کو یہ تحریک بھی گئی تھی۔ انوں نے ان سے سن لی۔ اور اس طرح شرکت اختیار کر لی۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ اور بھی ایسے شخص ہوں جنہیں اس تحریک کا علم نہ ہوئے گا۔ وہ اگرچہ میں نے اخلاص کے لحاظ سے نہیں دیکھا اس لئے کہ سب کے نام اور ان کے حالات سے کہاں گئے واقفیت ہو سکتی ہے۔ جو نام مجھے یاد آئے۔ اور جن کے حالات کا مجھے علم تھا۔ انہیں لکھا تھا۔ تاہم چونکہ

اس بارے میں شکوہ

پیدا ہوا ہے۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو دوست اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ مجھے لکھ دیں۔ ان کو بھی شمولیت کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ اصحاب کے اخلاص کو دیکھ خوشی بھی ہوئی۔ اور ساتھ ساتھ

ایک مخفی تحریک

کی جاتی ہے۔ اس پر وہ اس لئے خوش نہیں ہوتے۔ کہ انہیں تحریک میں شمولیت کے لئے نہیں کہا گیا۔ بلکہ وہ خود بخود اس میں حصہ لیتے ہیں اور نہ صرف حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ شکوہ کے خطوط لکھتے ہیں۔ کہ ہمیں اس قابل کیوں نہیں سمجھا گیا۔ کہ ہمیں بھی اس میں شمولیت کا موقع دیا جائے ایک خط پڑھ کر تو بہت ہی لطف آیا۔ ج ایک طالب علم نے لکھا۔ وہ کہتا ہے۔ غیر بائبلین نے ہمارے راستہ میں حوروں کو

میں کیا ہوں؟

اور کیوں میرے حقوق غصب کئے گئے؟

میں کیا ہوں کیا آپ مجھ سے واقف نہیں؟ مجھے یقین ہے آپ کا یہ سوال سنبھال مارنا ہے۔ والا آپ پر میری حقیقت بخوبی روشن ہے۔ مگر خیر مجھے اس سے کیا غرض؟ آپ جانتے ہیں! یا ناواقف ہی ہوں۔ میں آپ کو بتلا دوں۔ میں کون ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک جاندار ذی حس۔ اور اپنے خالق کے نزدیک اشرف المخلوقات کا۔ نصبت بہترین اور دنیا کی طاقت یعنی مردوں کے لئے ذریعہ مرمت ہوں۔ سن لیجئے۔ مجھ میں صفات ذیل ہیں۔

جان نثار ہوں۔ غمگسار ہوں۔ خدا نیک گزار ہوں۔ دانشوار ہوں۔ مستقل مزاج ہوں۔ شیریں منال ہوں۔ محبت کی پکی اور قول کی سچی ہوں۔ بے ریا اور باحیا ہوں۔ عصمت کی نیلی۔ عفت کی دیوی ہوں۔ زبان سے خاموش مگر آن پر مہر شے والی۔ شان قائم کرنے والی۔ ناموس کے پوروں کو جان کی قربانی سے سرسبز کرنے والی۔ مہمانب میں ثابت قدم۔ مجلسی میں صابر۔ تکالیف میں شاکر۔ ایذا پر راضی۔ خوف کے وقت نڈر۔ حوادث کے وقت سینہ سپر۔ مشکلات کے وقت مستعد۔ آفات کے وقت چوکس۔ اس پر جو روجنا کے وقت سر تسلیم خم کرنے والی پریشانی خیالات کو بیفکری سے۔ افکار و ہجوم کو راحت سے۔ رنج و ملال کو خوشی سے۔ اور حیرانی و اضطراب کو سکون سے۔ کلفت و انتشار کو شادمانی سے۔ اور عروسی کو کامرانی سے تبدیل کرنے والی ہوں۔ میں باپ کی فرمانبرداری بھائی کی فداکاری۔ شوہر کی غمگسار اور بیٹے کی خدمت گزار ہوں۔ میں مسلم کو۔ ستم کو۔ جفا و جبر کو۔ غضب و تعدی کو۔ ناروا سلوک کو بخند پیشانی سمجھ کر بھر دانشوار کا کامل نمونہ بن کر دکھانے والی ہوں۔ اور ہر تکلیف کے وقت پوری پوری رفاقت کا حق ادا کرنے والی۔ سچی الفت کا دم بھرنے والی ہوں۔

میں نے خولہ بنت کعبہ کی کوششوں سے چھڑایا۔ میں نے ہندو بن کر جنگ یرموک فتح کرائی اور میں نے ام ابان کی شکل میں شوہر کو جہاں میں بھیج کر تین دن کی عروسی میں بیوگی کا جامہ پہنا۔ ہاں! میری باقی جان نثاریاں اگر یاد نہ ہوں۔ تو نہ سہی مگر نہ بولنے ہوتے۔ آپ میرے میرے رشتہ کے اس منظر کو! جو میں نے بیابان غیر ذی زرع میں پستی زمین اور شعلہ فشان ریگ میں دکھایا میری دین کے لئے ثابت قدمی بھی کٹی طرح قابل فراموشی نہیں۔ میں نے فرعون کے تاج و تخت کی مذہب کے معاملے میں پرداہ نہ کی۔ میں تاج و مملکت کو لات مار کر صرف دین کے لئے حضرت سلیمان کے قدموں میں جھکی۔ دو اونٹوں سے میری نائلیں

باندھ کر اونٹوں کو بھگا کر مجھے چیر دیا گیا۔ مگر میرے پاسے استقلال میں سرسوز فرق نہ آیا۔ میں سمیہ بنت کربن کر شہید ہوئی۔ میں نے زمین بن کر کافر کے ہتھ سے انتقال کیا۔ میرا شوہر اور دیگر سرپرست میدان احد میں شہادت پا گئے۔ مگر ان کا صدر میرے قلب پر غالب نہ ہو سکا۔ محض اس لئے اور اس خوشی سے کہ میرا پیارا نبی۔ میرا دینی پیشوا اعانت سے ہے۔

میں ہر قربانی کر سکتی ہوں۔ اور کرتی رہی ہوں۔ میں ہر میدان مشکلات کو عبور کر سکتی ہوں۔ اور کرتی رہی ہوں۔ جہاں ہسٹری آپا کے کارنامے دکھاتی ہے۔ وہاں میرے ذکر سے بھی مزین ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نے مجھے ناپسند۔ نافرمان۔ اور ناقص العقل سمجھ رکھا ہے۔ او! یہ کہ میں جہاں فروشی اور صدق کی اہمیت نہیں رکھتی۔ کیوں آپ کے دل میں میرے متعلق یہ غلط خیال جاگزین ہو گیا؟ کیا محمود بالاشیائ غلط ہیں؟ نہیں اور واقعی نہیں۔ تو پھر فرمائیے۔ میں آپ سے کس طرح کم ہوں؟

میری دانشواری۔ ثبات دینی۔ اخلاص مذہبی۔ جرأت و دلیری کی داستان آپ سن چکے۔ اب میرے علم و کمال کا بخور ملاحظہ کیجئے مجھے اس پہلو میں بھی بفضل ایزد بہت کچھ فوقیت حاصل ہی ہے مگر آہ۔ آج آپ کے طفیل میرا سینہ علوم کے پانیوں سے بالکل خشک ہے۔ میں نے عالیشان حدیقہ بن کر آپ کو آدھا دین رکھا۔ راجہ بصری بن کر آپ سے زانوئے ازب تنہ کر لے۔ میرا فہم قرآن لیا تھا۔ کہ میں نے برسوں قرآن کریم ہی کی زبان میں کلام کیا۔ اور اس طرح کلام کیا جس کی مثال مردوں نے آج تک پیش نہ کی میرا علمی ذوق زیب النساء میں ملاحظہ کریں۔

میرا تدبیر۔ میری سیاست دانی۔ میری ذہنی فراست۔ نور جہاں رضیہ سلطانہ اور چاندنی بی بی کے کارناموں میں دیکھیے۔ میری شائیں لاکھوں ہیں۔ بجز طوائف اختصار اختیار کیا ہے۔ کہ میں نے جان جو کھوں سے آپ کی خدمت کی۔ اپنی حیات کا ہر حصہ سیکھ کر آپ کی راحت کے لئے وقف کئے رکھا۔ مگر آہ آپ نے اس کا اجر مجھے کیا دیا؟ وائے بر حال ما!

مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ مجھے قہر دانی کی نگاہوں سے کبھی نہ دیکھا۔ میری ہر قربانی۔ ہر اتیار کو نظر انداز کرنا ہی آپ کا شیوہ رہا۔ مجھے کسی حق کا تحقق نہ سمجھا۔ آخر یہ حق تھی کس بنا پر ہے۔ میں کس امتحان میں پوری نہیں اتری۔ آپ نے مجھے کوئی میدان میں منہ پھیرنے یا قدم بچھے ہٹانے دیکھا؟ کیا میں نے کارنامے نمایاں دنیا کو نہیں دکھائے؟

افسوس! ہمدان سوس۔ آپ صلے کے عوض ہمیشہ میری پامانی کے درپے رہے۔ مجھے علامہ سے جا مل گیا۔ اجمل بنا دیا۔ مجھے ولیر سے ڈر پو بنا دیا۔ مجھے بلند حوصلگی سے پست حوصلہ کی طرف جھکا دیا۔ میرے فضائل مٹا دیے۔ میرا وقار کھو دیا۔ اور میرے وسیع خیالات کو ہر طرف سے مسدود کر دیا۔

میرے لئے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ حقوق آپ کو ایک آنکھ نہ بھلے میرے پیارے مذہب اسلام نے۔ کچھ مجھے عنایت کیا۔ آپ نے سب غصب کر لیا۔ خدائی قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دنیاوی حکومت سے میرے حقوق چھیننے کے قانون نافذ کر لئے۔

عرش اعظم یعنی بارگاہ اہدیت سے۔ لباس الہیوں کا حکم نازل ہو کر ہماری توقیر قائم کرنے کا قانون نافذ ہوا۔ مگر آپ نے پرداہ نہ کی۔ عاشر و صحت بالمعروف و نہا۔ کاکر تا کییدی حکم ہوا مگر آپ بدستور غافل ہیں۔ دھوکا خلی اللہ علیہ وسلم بالمعروف و نہی کا فرمان صادر ہوا۔ کہ یہ فرقہ بھی تمہاری مانند ہی میری مخلوق ہے اس کے حقوق اسی طرح ادا کرو جس طرح خود اپنے حقوق کے معنی ہو۔ ان کی حق تلفیوں سے بچو۔ انہیں کالعدم نہ بنا دو۔ مگر اس قطعی فرمان کی طرف بھی آپ نے کوئی توجہ نہ کی۔

آہ ہمارے والدین نے اپنے بے کس و مسکین جگر گوشوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ ہمیشہ بیگاری کے طور پر پرورش کی۔ اور ہماری تخلیق ہمیشہ ناگوار رہی۔ حقا کہ خالق کے فرمان وللنساء اذقیب حما ترک الواالدان والا قرولت۔ کو بھی پس پشت ڈالتے ہوئے حکومت ذہبی سے کہ سن کر میں ترک سے بے تعلق کر دیا۔ دربار نبوت سے بارگاہ تنبیہ ہوئی۔ مگر آپ خاطر میں نہ لائے۔ آپ کے اور ہمارے آقا و سردار صلح رومی ذراہ نے فرمایا۔ ایک شخص کے پاس تین دینا تھے۔ اس نے ایک ہ خدا میں خرچ کیا۔ ایک بیوی پر۔ ایک دیگر مستحق اقربا پر۔ مگر اس غریب نواز ذات الہیہ کو اس کا بیوی پر خرچ کرنا سب سے زیادہ محبوب ہوا۔ غرض ہزاروں طریقوں سے آپ کو خدائی درد تھا۔ پرکار نہ ہونے کی تلقین کی گئی۔ مگر آپ نے ہر حکم کی خلاف ورزی کر کے دکھائی۔

سب جانتے ہیں۔ قانون توڑنے والا عیلا آدمی نہیں کہلاتا سوساریٹی اس کو مذہب نہیں لگاتی۔ حکومت اس کو بائعی گردانتی ہے۔ جب اس خود محتاج اور خانی حکومت کے نزدیک اس کے قانون کو نہ ماننے والا ایسا سرکش ٹھہرایا جاتا ہے۔ کہ اس کو یوں رسوا کیا جاتا ہے۔ تو ہلاک حکومت جو لا ذوال اور غیر قانونی ہے۔ وہ کیونکر تاب لاسکتی ہے۔ کہ اس کے قوانین کی یوں صریح خلاف ورزی ہوتی رہے۔ اور اس کے ایک حصہ سے بے کس پر مظالم ٹوٹتے رہیں۔ حقوق غصب ہوتے رہیں۔ قدیاں انہیں پامال کر دیں۔ مگر حکم الہا کلین یہ سب کچھ دیکھ کر خاموش رہے؟

پس اس کے دربار سے بھی دعا لے تو بھلائے تو؟

کا ایکٹ جاری ہو گیا۔ اور آپ بھی انہیں بھندوں میں پھنس گئے۔ جن میں ہم کو بھنسا یا۔ کیا اب بھی اس ظلم سے باز نہ آؤ گے؟

فرقہ مظلوم کی طرف سے
امتہ الحفیظہ یگم۔ ازمانڈلے